بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ برائے ثبوتِ ہلال کتب

ثبوتِ ہلال نیومون تھیوری
اور
دارالعلوم کراچی
کافتویٰ

مرتّب:

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

شائع کردہ :

مرکزی روئیتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

جمعیۃ العلماء برطانیہ ۔ دار العلوم بری ۔ حزب العلماء یوکے

اسمِ ضمیمہ : ثبوتِ ہلال نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

مؤلف : مولوی یعقوب احمد مفتاحی

اِشاعتِ اوّل؛ فوٹو اسٹیٹ کاپیاں : شعبان ۱۴۲۵ھ

اشاعتِ دوم؛ الیکٹریکل انٹرنیٹ؛ محرم ۱۴۳۰ھ

شائع کردہ :

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

جمعیۃ العلماء برطانیہ ۔ دار العلوم بری ۔

حزب العلماء یوکے۔

Email:info@hizbululama.org.uk

www.hizbululama.org.uk

فہرست عنوانات

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	آیاتِ قرآنی واحادیثِ رسول ﷺ	
۲	پیش لفظ	
۳	تبلیغِ رسالت قرآن واحادیث کی روشنی میں	
۴	سعودی عربیہ کے ثبوتِ ہلال کی شرعی حیثیت!	
۵	فلکیاتی تھیوری کی شرائط پر مبنی ہفوات اور مسئلہ کی تنقیح	
۶	فتویٰ نمبر ۱	
۷	فتویٰ نمبر ۲	
۸	فتویٰ نمبر ۳	
۹	ثبوت وعدمِ ثبوتِ ہلال میں فلکیاتی حسابات کی نیومون تھیوری کی غیر شرعی حیثیت پر مذاہبِ اربعہ کی چند عبارات	
۱۰	دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ اور حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ	
۱۱	حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ اور فلکیاتی مفروضات	
۱۲	قبلہ کی تعیین، مفروضہ حسابات وآلاتِ رصدیہ	

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۳	سعودی عربیہ میں رویت وثبوتِ ہلال پر حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کی تصدیق	
۱۴	اختلافِ مطالع، جمہور فقہاء اور حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ وسعودی عربیہ کی رویت پر برطانیہ میں عمل	
۱۵	بلادِ بعیدہ کے ثبوتِ ہلال پر عمل اور اختلافِ مطالع کا عدمِ اعتبار	
۱۶	یوم الشک کی شب کے بجائے دوسرے روز ثبوتِ ہلال کی شہادت	
۱۷	ایک نہیں بلکہ دو دو دن کا فرق اور فلکیاتی فنی مفروضہ حساب	
۱۸	فلکیاتی مفروضہ حسابات، عالمی رویتِ ہلال عوام وعلماءِ دین	
۱۹	سرزمین حرمین شریفین سعودی عربیہ میں ثبوتِ ہلال کے شرعی فیصلوں کے خلاف تنقید پر شیخ الحرم کی تنقیح	
۲۰	شیخ الحرمین امام وخطیب حرمِ مکہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ کا خط مسلمانوں کے نام اور اسکا اردو ترجمہ	

البشارة من اللہ والانتساب

قال اللّٰہ تَعَالیٰ :و مَن یُّطِعِ اللّٰہ والرّسول فاولئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیِّن والصِّدّ قین والشُّھداء والصالحین وحسن اولٰئك رفیقاً (النِّساء٦٩)

اُن مئومنوں کے نام جو اپنی نماز وعبادات کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق منصوص عقائد کی بنیاد پر شریعت کی حدود اور اس کے مقرّ رکردہ اوقات میں اداء کرنے کی کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے

صلوا علی النبی الامی (صلی اللہ علیہ وسلم)

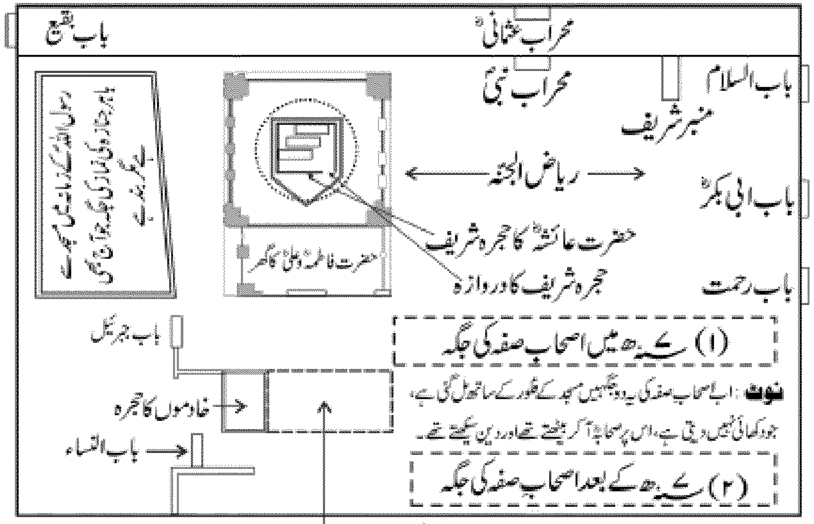

خادموں یا خواجاؤں کا چبوترہ، یہ اصحاب صفہ کا چبوترہ نہیں ہے جو اس وقت ہے، آپؐ کے بعد یہ چبوترہ اس لئے بنایا گیا تاکہ دور سے معلوم ہو جائے کہ یہاں خادم حرم ہیں ان سے اپنی ضرورت پوری کریں۔

....

آیاتِ قرآنیه

و احادیثِ رسول ﷺ

قال اللّٰه تعالیٰ :

ما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنه فانتھوا (الحشر٧)

و مَن یُّطِعِ اللّٰه والرّسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰه علیھم من النّبیّٖن والصِّدّ قین والشُّھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً ذٰلک الفضل من اللّٰه (النّساء٦٩)

قال النبی ﷺ :

عن ابن عمر رضی اللہعنھما قال قال رسول اللہ ﷺانامة امیة لانکتب ولانحسب الشھر ھٰکذا وھٰکذا وعقد الابھا فی الثالثة ،ثم قال الشھر ھٰکذا وھٰکذاوھٰکذایعنی تمام ثلٰثین(بخاری ج ١ ص ٢٥٦ .مسلم ج ١ ص٣٤٧.مشکوٰةباب روئیة الھلال ص ١٧٤)

وقال ایضا: لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی ٰلو دخلوا حجر ضب لا تبعتموھم قلنا یارسول اللہالیھود والنصاری؟ قال فمن ؟ (رواہ مسلم)

وقال ایضاً: لاتزال طائفة من امتی ظاھرین حتی یأتی أمر الله وھم ظاھرون. (بخاری،مسلم)

پیش لفظ

قارئینِ کرام حضرات وخواتین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ بات ذی علم حضرات سے مخفی نہیں کہ دینِ اسلام میں ثبوتِ ہلال کے مسئلہ کی بہت بری اہمیت ہے جیسے دیگرارا کینِ اسلام کی ہے، کیونکہ اس کا تعلق ان اسلامی عبادات سے ہے جو دین کے ارکان ہیں ،مثلاً رمضان کے روزوں کی ابتداء وانتہاء ،نمازِ تراویح ،حج کی ادائے گی اور مال پر سال بھر کی مدت گزر کرزکوٰۃ کی فرضیت پر اس کی دائیگی نیز طلاق ،عدّت وغیرہ بہت سے ایسے مسائل ہیں جورویت وثبوتِ ہلال اور اسلامی کیلنڈر سے وابسطہ ہیں۔

چونکہ اسلام کے ارکان کی نسبت براہِ راست آپ ﷺ کی نبوّت وختمِ نبوّت سے ہے جیسے کہ مسلمان آپ ﷺ کے نبی ومرسَل ہونے کا اقرار کرتے ہیں اس لئے جو باتیں بھی آپ ﷺ نے کلام اللہ سے اور اپنے خود کے قول وعمل سے امتِ مسلمہ کے سامنے رکھدیں جوکہ نصوص سے موسوم ہوئیں تو ان میں کی کسی بات کا انکار کرنا یا کسی قسم کی تبدیلی کرنا گویا آپ ﷺ کی نبوّت وختمِ نبوّت کی قطعیت کا انکار کرنا ہے مثلاً ثبوتِ ہلال کا طریقہ نصوص سے ثابت ہے اب اس میں کمی زیادتی کرنا گویا آپ ﷺ کے رسولِ خدا ہونے اور آپ کے طریقۂ نبوّت کی قطعیت میں ردوبدل کرنا ہوا۔

آج کل ۱۴۳۱ھ قم میں گذرے بت پرست فلسفی میتون Meton کے فلکیاتی حسابات کے مفروضہ نئے چاند و Newmoon اور اس کے امکانِ رویت قواعد کے حوالہ سے ''ثبوتِ ہلال کے دینی طریقہ کے خلاف'' مخصوص لابی کی طرف سے ایک منظّم شور

بر پا کیا گیا ہے اور ۳۵۸ء میں گزرے بیت المقدس کے یہودی چیف ربائی حالیل دوم کی طرف سے اِس میَتونی نیومون اور اس کے حساب کو اپنے دینِ موسوی میں جو داخل کر دیا تھا تب سے لیکر آپ ﷺ و اسلام کی آمد تک مدینہ منوّرہ کے یہودیوں میں اسی پر عمل جاری رہا۔

اور جب آپ ﷺ کی علمیت کا مذاق اوڑاتے ہوئے یہودیوں نے صحابہ کرامؓ پر چاند کے حوالہ سے سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور انہوں نے آپ سے ان کا سوال نقل کیا تو اللہ کی طرف سے (یسئلونک عن الاھلہ. الآیہ) اور آپ ﷺ کی طرف سے حدیثِ امی کے ذریعہ یہودیوں کے مذہبی قمری مہینہ کی ابتداء کے فلکی حسابی طریقہ پر عمل کرنے سے منع کیا گیا اور ''فلکی حساب سے غیر مشروط ۲۹ ویں قمری دن کی شام'' رویتِ ہلال سے ورنہ ۳۰ دن کی تکمیل پر مسلمانوں کو عمل کرنے کا حکم دیا گیا جس پر آپ ﷺ و صحابہ کرام نے سختی سے عمل کیا مگر اُس وقت اور بعد میں تب سے اب تک آج بھی یہود انبیائی طریقہ کے برخلاف اُسی میَتونی قمری نیومون حساب پر عمل پیراں ہیں اور انہی کی نقل کرتے ہوئے مسیحیوں نے بھی اُسی نیومون کے طریقہ پر اپنا مذہبی قمری کیلنڈر تسلیم کر لیا ہے!

یہی وجہ ہے کہ اب صیہونی ایجنسیاں ہر طریقہ سے امتِ مسلمہ پر، ان کے علمائے دین پر اور دینی اداروں، دارالافتاء و مفتی حضرات پر ہر طرح اپنے قمری کیلنڈر کے طریقہ کو اختیار کر لینے اور نبوی طریقہ کو چھوڑ دینے کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں اپنے دین و نبی ﷺ کے ثبوتِ ہلال کے طریقہ کو بدل کر اسلام کے الگ تشخّص کو مٹا دیں اور مسلمان بھی ان کے ساتھ مل جائیں نیز وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح دنیا کو

ایک ہی وقت سے مربوط کرنے کے لئے برطانیہ کے لندن شہر کے ایک مقام گرینوِچ Greenwitch کو قطعی طور پر عالمی وقت کا مفروضہ مقام و مرکز دنیا سے تسلیم کروالیا گیا اُسی طرح چاند کی ماہانہ گردش کی انتہاء و ابتداء کے وقت کی تعیین کو ''مفروضہ میَتونی نیومون'' کے حساب سے قطعی مان کر اس کے مطابق رویتِ ہلال کو مشروط کر دیا جائے اور قمری ماہانہ اوقات و تاریخ کے لئے ''مفروضہ نیومون وقت'' کو حدِّ فاصل و مرکز کے طور پر اختیار کر لیا جائے! ان مقاصد کے ماتحت صیہونی ایجنسیاں نہ صرف مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالکر بلکہ ان کے دینی اداروں کو اسلام کے نصی و نبوی ثبوتِ ہلال طریقہ میں ''اعانت'' کے سہانے نام سے ''نیومون Newmoon'' اور اس کے امکانِ رویت حساب کو شرط کے طور پر منوانے پر مصر ہیں! نتیجۃً انہوں نے خود اسلامیان ہی کو نصوص کے محافظین کے خلاف لاکھڑا کر دیا ہے !

بہر حال ثبوتِ ہلال کے مسئلہ کی اہمیت کے مدِّ نظر اس ضمیمہ میں قارئین کے سامنے نبوی طریقہ و نصوص کے حوالہ سے ہمارے بزرگوں کے فرمودات و فتاویٰ کے ذریعہ ثبوتِ ہلال کے اسلامی تشخّص مخصوص طریقہ کو بیان کیا گیا ہے خاص کر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کے نام سے عوام میں جو مغالطہ پھیلایا گیا ہے کہ آپؒ نصوص کے بجائے فلکیات کے مفروضات و نیومون کو قطعی مانتے ہیں اس کا سدِ باب کیا گیا ہے اور اس ضمیمہ سے یہی ہمارا مقصود ہے تاکہ نہ تو کوئی بزرگوں کے نام پر نصوص کے رد کرنے کی جرئت کرے، نہ ہی ہمارے بزرگوں کے نام، خواہ مخواہ مردودِ نصوص کے حمایتی کے طور پر اوجاگر ہوں اور نہ ہی دین اور اس کی بنیادوں کو کمزور کرنے کا یہ ذریعہ بنے۔

بعض کی طرف سے حضرت مفتی صاحبؒ کو فلکیاتی مفروضہ حسابات کی قطعیت کا جوحمایتی و قائل اوجاگر کیا گیا اوراس حوالہ سے خاص کر سعودی عربیہ میں وزارۃ العدل ،دارالافتاء ریاض ومجلسِ قضاء اعلیٰ کی طرف سے ثبوتِ ہلال اوراس کی گواہیوں کے قبول کرنے میں (فلکیاتی مفروضہ حسابات کے نیومون وامکانِ رویت قواعد کے خلاف اور فلکیات و نیومون حساب سے غیر مشروط) منصوص طریقہ پر جو عمل کیا جارہاہے اسکے متعلق ہوائیاں پھیلائی گئیں کہ آپؒ نے اس کا ردفرمایا ہے حالانکہ ایسا نہیں !

ساتھ ہی اس ضمیمہ میں ہم نے ثبوتِ ہلال کی اِسی اہمیت کی بناء پر دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ جہاں شامل کئے وہیں دینی مسائل کے ضمن میں فلکیاتی مفروضہ حسابات اور سائنسی آلات وایجادات کے ان میں عمل دخل کی نسبت سے حضرت مفتی لودھیانوی صاحبؒ کی طرف سے ان کی کھلی مخالفت کے بہت سے حوالے بھی جمع کردئے ہیں ،اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہماری یہ سعی ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ بنے آمین ۔

مولوی یعقوب احمد مفتاحی
(غفرلہ ولوالدیہ والمسلمین)
ناظم حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ
مورخہ ۹ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ ۔ ۷ دسمبر ۲۰۰۸ء
بروز یکشنبہ

تبلیغِ رسالت قرآن واحادیث کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

اما بعد فقد قال اللہ تعالی :

یاایھا الرسل بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ (س ۵ .٦٧)

وقال ایضاً؛یسئلونک عن الاھلہ قل ھی مواقیت للناس والحج(س ۲ . ۱۸۹)

وقال النبی ﷺ؛ عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال انا امیۃ لاتکتب ولاتحسب الحدیث (بخاری)

جیسے کہ اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کا تبلیغ رسالت کے حوالہ سے تنبیہی فرمان نقل کیا گیا یہ دراصل اللہ کی طرف سے قیامت تک آنیوالی انس وجنی نسل خاص کرامتِ مسلمہ کو دین کے معاملہ میں لاعلمی کے عذر کا رد فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف سے دین پورا کا پورا بیان کردئے جانے کو مستند کردیا گیا اوراس پر مزید تاکید کے لئے آپ ﷺ کے ذریعہ صحابہ سے اس کا اقرار بھی لے لیا گیا جیسے کہ اوپر حدیث شریف بیان ہوئی ،اسی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ نے دین اوراس کے احکامات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کے سامنے کلام اللہ اور اپنے قول وعمل سے پورے کے پورے اجمالاً وتفصیلاً بتلا کر اس کی شہادت خود صحابہ سے بھی اس طرح گواہی لے لی کہ کیا میں نے تمہیں دین پہونچا دیا؟ تو سب نے اقرار کرتے ہوئے اس کا جواب ہاں میں دیا! اس پر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا؛ اے اللہ تو اس اقرار پر گواہ رہ ۔

دین کی اجمالاً وتفصیلاً تکمیل کے حوالہ سے اس کے بعض احکام تو وہ ہیں جنہیں تفصیلاً بیان کر دیا گیا مثلاً فرض نمازوں کی تعداد، اس کی رکعات اور ادائیگی کا طریقہ اور ان کے اوقات وغیرہ، یا رمضان کے فرض روزے، انکی تعداد، رمضان کی ابتداء کب اور کیسے کی جائے، اسی طرح حج وزکوٰۃ کے احکامات ومسائل ہیں وغیرہ، یہ احکامات اَیسے نصوص کے حامل ہیں جن میں ردوبدل یعنی اجتہاد حرام ہے۔

جبکہ بعض وہ احکامات ہیں جن کا ذکر نصوص میں تفصیلاً بیان نہیں کیا گیا یا آپ ﷺ کے بعد قیامت تک آنے والے زمانہ میں نئے پیش آنیوالے وہ مسائل جن کا ذکر نصوص میں ظاہراً بالکل بیان نہیں کیا گیا مگر اس کے باوجود وہ بھی نصوص ہی کے ماتحت کسی تفصیلی حکم کے ذیل میں بیان کردئے گئے ہیں جن میں استنباط کرتے ہوئے اس قسم کے احکامات میں اجتہاد کو ضروری وجائز کیا گیا۔

چونکہ اس ضمیمہ کا موضوع ''ثبوتِ ہلال'' ہے اس حوالہ سے جب نصوص (وحیِ متلو؛ کلام اللہ اور غیر متلو؛ آپ ﷺ کے اقوال واعمال) میں نظر دوڑاتے ہیں تو یہ بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ اس وقت نصاً ونبوی طریقہ کے مطابق ۲۹ ویں قمری کی شام کی یا ۳۰ ویں رات کی تعیین کو اجتہاد کے نام پر فلکیات کے مفروضہ حساب کے مفروض

نیومون اور اسکے قواعد سے اعانۃً مشروط کرنے کا جو کہا جا رہا ہے یہ واضح نص میں تبدیلی کرنا ہے جو ہرگز جائز نہیں، کیونکہ نصوصِ قطعیہ، کلام اللہ اور قول وفعلِ رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ ثبوتِ ہلال میں فلکیاتی حساب کا عمل دخل آپ ﷺ نے اثباتاً، نفیاً یا اعانۃً تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے وحی متلو غیر متلو سے رد کر دیا۔

جیسے کہ پیش لفظ میں بیان ہوا کہ نیومون کے یہ حسابات آپ ﷺ سے بھی پہلے (۱۳۱ سنہ قم) کے ہیں اور خود آپ ﷺ کے پڑوسی مدینہ منورہ کے یہود تین صدیوں پیشتر (۳۵۸ سنہ ء) سے اس پر عمل کرتے چلے آئے تھے اور ان کے اسی طریقہ کی تردید میں کلام اللہ میں آیتِ شریفہ **یسئلونک عن الاھلہ** نازل ہوئی اور سن ۲ ہجری میں رمضان کے روزوں کی فرضیت پر ثبوتِ ہلال کے لئے چاندکو ان فلکی حسابات سے مشروط کئے بغیر صرف اور صرف شرعی ۲۹ ویں کی شام کو چاندرات کی رویت سے اور رویتِ ہلال نہ ہونے پر شعبان کے ۳۰ دن کی تکمیل کا حکم دیا گیا جو آپ ﷺ کے واضح فرمان اور اپنے خود کے واضح عمل کے نمونہ سے قیامت تک کیلئے طے ہو چکا!

اگر فلکیات کے مفروضات اور ان کے حسابات پر شرعاً عمل کرنا دین میں جائز وضروری ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے قول وعمل سے یہودیوں سے مل کر اسے نہ بتلا دیتے! بلکہ اس کے برعکس آپ ﷺ نے یہودی طریقہ سے اعراض کرتے ہوئے قیامت تک کے لئے ثبوتِ ہلال کا سادہ وفطری طریقہ بتلا دیا! یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین سمیت صحابہ کرام اور خیر القرون سے لیکر آج تک اِسی پر عمل وفتویٰ ہے اور چودہ سو صدیوں کے گزرنے کے باوجود اہلِ علم میں گنتی کے نام ایسے

ہیں جواہلِ حساب کے مفروضوں کی طرف متوجہ ہوئے! ہاں مسلم ہونے کے ناطے تاریخ میں بہت سے فلکی حساب کے ماہرین کے طور پر گذر چکے اور آج بھی موجود ہیں۔

چونکہ ثبوتِ ہلال کا مسئلہ اجتہادی نہیں بلکہ نصی ہے موجودہ وقت میں بھی اس کا وہی نصی طریقہ اپنی جگہ صحیح اور قطعی ہے، چونکہ ہمارے زمانہ میں رسل ورسائل اور دیگر دنیوی امور میں سہولیات میں جو ترقیات ہوئیں ہیں اس سے دنیا ایک گاؤں کے مانند ہوگئی ہے کہ کوئی شخص یا جگہ دنیا کے کسی بھی کونہ میں ہزاروں لاکھوں میل دور ہی ہو! دنیا کے دوسرے کونہ سے اس کا ربط اس طرح ہے گویا دونو ایک دوسرے کے سامنے ہیں اور مزید براں انسان نے اس دنیا سے نکل کر فضائے بسیط میں چاند اور سیاّروں پر کمندیں ڈال دیں اور چاند پر اپنے قدم بھی نقش کردئے ہیں،

اِنہی ترقیات کے نام پر آج کل ثبوتِ ہلال کے نصاً وشرعاً خالص اور فلکیات سے غیر مشروط مسئلہ کو اجتہاد کے نام پر فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت مفروض قواعد سے مشروط کرنے کو نصوص کے خلاف وجہِ جواز کا درجہ دیا جارہا ہے اور جہاں بھی ثبوتِ ہلال کی گواہیاں سامنے آئیں تو انہیں ''نصوص پر تول کر قبول کرنے کے بجائے'' مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت حساب پر تول کر رد کردینے کی ہوائیاں پھیلائی جارہی ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ سعودی عربیہ کہ جہاں خالصۃً ثبوتِ ہلال میں نصوص پر عمل ہورہا ہے اور چونکہ مسلمانوں میں خاص کر مسلم ممالک میں یہی ایک مثالی ملک اور سرزمینِ اسلام ومقدساتِ حرمین شریفین ومرکزِ اسلام ہے، اسلام مخالف ساری ایجنسیاں خصوصاً یہود ونصاریٰ اپنے مروجہّ نیومون حساب کے قمری کیلنڈر سے اسلامی

قمری کیلنڈر کا رشتہ جوڑ دینے کی بھرپور محنتیں کررہی ہیں جن میں افسوس صد افسوس! بعض حضرات نبوی طریقہ ونصوص کے پشت وپناہ بننے کے بجائے یہود ونصاریٰ کے قمری کیلنڈر اور ان کے قمری حساب کی بہ شدّت ڈھال بنے جارہے ہیں۔

سعودی عربیہ کے ثبوتِ ہلال کی شرعی حیثیت!

یہاں وہ اعتراضات نقل کئے جاتے ہیں جن کی بنیاد محض فلکیاتی حسابات اور چاند کی رویت کے مفروضہ نیومون تھیوری کے امکانِ رویت قوانین ہیں، جن کا ثبوتِ ہلال میں شرعاً غیر کوئی اعتبار ودخل نہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) سعودیہ میں گرینوِچ کے مطابق نیومون پر بنائے گئے ام القریٰ کیلنڈر کی تاریخوں پر ہی رمضان وعیدن وحج کے لئے عمل ہوتا ہے (۲) جس دن سعودیہ میں رویتِ ہلال کا اعلان ہوتا ہے خود سعودیہ کی آبزرویٹری بھی اس دن چاند کی رویت کو ناممکن بتلاتی ہے (۳) سعودیہ میں مطلع صاف ہونے کے باوجود کبھی رویتِ عامہ نہیں ہوتی (۴) بلکہ چاند کے اعلان کے دوتین دن بعد ہوتی ہے (۵) سعودیہ کے اعلان کردہ چاند کے مطابق چودھواں چاند نامکمل ہوتا ہے وغیرہ۔

مذکورہ قسم کے اعتراضات وفلکیاتی ہفوات پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اس کی تنقیح کے لئے دارالعلوم کراچی کی طرف سے برطانیہ وجرمنی کے سائلین کے جواب میں جو فتاویٰ جاری ہوئے ہیں انہیں ہم آگے نقل کررہے ہیں؛

فلکیاتی تھیوری کی شرائط پرمبنی ہفوات اور

مسئلہ کی تنقیح

جمعیۃ العلماء برطانیہ کی مجلس عاملہ کے رکن اور خطیب جامع مسجد ویکفلڈ یارکشائر حضرت مولانا اسلام علی شاہ صاحب نے حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کے فتویٰ کے ضمن میں حقیقتِ حال جاننے کیلئے مفتی محمد اعجاز صاحب کو درج ذیل سوال لکھا :

فتویٰ نمبر ۱

محترم ومکرم برادرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعداز سلام عرض ہے کہ یہ بات ایک فتویٰ سے معلوم ہوئی جوشائع ہوکر یہاں برطانیہ میں آیا ہے۔ اس میں حوالہ دیا گیا ہے کہ حضرت اقدس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی بھی یہی رائے ہے جو کہ خط کشیدہ ہے آپ نے سعودی رؤیت کے بارے میں تحقیق کرکے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا حضرت کی واقعی یہی رائے ہے! اور پھر اگر ہاں میں جواب ملے تو یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ کیا سعودیہ اور دوسرے ممالک میں بالخصوص مغربی ممالک میں جو لوگ سعودی رؤیت کا اعتبار کرتے ہیں انہوں نے جو عبادت کی ہے (روزے، حج) تو کیا یہ سب ضائع ہوگئے ہیں، اور انکی تلافی کیسے ہوسکتی ہے اور یہ جو پوری دنیا سے لوگ حج کے لئے جاتے ہیں ان کا حج ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر سعودی رؤیت قابل حجت نہیں اور خلافِ شرع ہے بالخصوص ائمۂ حرمین اور ہندوستان پاکستان کے بڑے بڑے علماء جو وہاں مختلف اداروں میں نمائندگی رکھتے ہیں خاموش کیوں ہیں؟ آج

برطانیہ میں اہل حق کی اکثریت سعودی رؤیت کا اعتبار کرتی ہے اور اسی پر برطانوی مسلمان متفق بھی ہوسکتے ہیں۔ اھ (یاد رہے کہ مولانا اسلام علی شاہ صاحب نے اپنے اوپر والے مکتوب کے ساتھ سعویہ میں ثبوتِ ہلال کے خلاف جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اور جنہیں ہم نے پیچھے ذکر کیا وہ بھی حوالہ جات کے ساتھ روانہ کئے تھے۔ بہرحال اوپر والے سوال کا جواب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں؛)

الجواب حامداًومصلیاً۔۔۔

منسلکہ فتویٰ میں **جو رائے حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ ہرگز ان کی رائے نہیں**، بلکہ حضرت مدظلہ کی رائے وہی ہے جو یہاں سے جاری ہونے والے فتویٰ میں ذکر کی گئی ہے۔ نیز **ہماری معلومات کے مطابق سعودی عربیہ میں گرین ویچ کے حساب سے بنایا گیا کیلنڈر** (ام القریٰ) **صرف دفتری امور کے لئے ہے، شرعی احکام جیسے رمضان المبارک و عیدین وغیرہ** (کی ابتداء وانتہاء) **کے لئے چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے** اس لئے **ان کی** (ثبوتِ ہلال) **رؤیت پر علی الاطلاق اعتماد نہ کرنا درست نہیں**۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعجاز احمد غفرلہٗ، دارالافتاء دارالعلوم کراچی

(مذکورہ فتویٰ کی طرح دارالعلوم کراچی کا درجِ ذیل فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں)

فتویٰ نمبر ۲

جرمنی سے ایک سوال اور دارالافتاء کراچی کا جواب

مضمون سوال وجواب؛

محترم مفتی صاحبان دارالعلوم کراچی السلام علیکم

براہ کرم درج ذیل مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

ہم یہاں جرمنی میں مقیم ہیں اور ہر سال ہمیں اس مسئلہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جرمنی میں مختلف اقوام رہائش پذیر ہیں جن میں خاص طور پر ترکی، عربی، اور دوسری اقوام جن میں پاکستانی بھی شامل ہیں۔ اسلامی تاریخیں بھی چاند کے حساب سے یعنی رؤیت کے مطابق طے کی جانی چاہئے۔ جرمنی میں عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ چاند موسم ابرآلود ہونے کی وجہ سے کم ہی نظر آتا ہے خاص طور پر پہلی تاریخوں میں بھی چاند نظر آنا محال ہے۔

اب یہاں ہوتا یہ ہے کہ ترکی احباب کا اپنا ایک کیلنڈر رہتا ہے جس میں سارے سال کی تاریخیں پہلے سے طے ہوتی ہیں یعنی اسلامی مہینے پہلے سے طے ہوتے ہیں کہ کب شروع ہونگے۔ عربی احباب مکہ کے کیلنڈر کے حساب سے چلتے ہیں یعنی جب عید مکہ مکرمہ میں ہوگی تو یہاں بھی عید ہوگی۔ پاکستانی احباب یہاں محکمہ موسمیات اور انگلینڈ والوں سے پوچھ کر چاند کی تاریخیں طے کرتے ہیں واضح رہے کہ انگلینڈ میں بھی موسم عام طور پر ابرآلود رہتا ہے۔ سوائے ترکی کے جرمنی کے پڑوس میں کوئی مسلمان ملک نہیں ہے۔

واضح رہے کہ محکمہ موسمیات والوں کے کیلنڈر کے حساب سے 23.02.2001 کو چاند صرف دو منٹ کیلئے نظر آنا چاہئے تھا تو ہماری پاکستانی مسجد نے فیصلہ کیا کہ چونکہ عام آنکھ اس چاند کو نہیں دیکھ سکتی ہیں اس لئے چاند 24.02.2001 کا معتبر ہے۔ جرمنی کا محکمہ موسمیات ۔۔۔۔۔۔ چاند کا حساب پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔

(1) اب یہاں تمام دوسرے احباب تو عید 05.03.2001 کو منا رہے ہیں اور پاکستانی احباب (فریکفرٹ) 06.03.2001 کو عید منا رہے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی (عربی، ترکی، اور پاکستانی) جرمنی میں رؤیت کو ملحوظ نظر نہیں رکھا تو ایک عام مسلمان کا کیا طریقہ کار ہونا چاہئے کہ قرآن اور سنت کے احکام صحیح طرح پورے ہوجائیں ؟؟؟

(2) کیا ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ایک دن انتظار کرے جبکہ اس کے شہر کی واحد ترکی مسجد میں نماز عید 05.03.2001 کو پڑھی جارہی ہو اور اس شہر کے سارے مسلمان جو کہ 98% ترکی ہیں اسی دن اس عید کو منا رہے ہوں اور وہ ایک مسلمان فریکفرٹ کی پاکستانی مسجد کے ساتھ عید منائے چونکہ وہ ہمیشہ انکے ساتھ ہی عید مناتا ہے جبکہ فریکفریٹ اس کے شہر سے تقریبا48 میل دور ہے کیا یہ صحیح ہے ؟؟؟

(3) کیا ام القریٰ کے حساب سے جرمنی میں عید کرنا صحیح ہے؟؟؟؟

براہ کرم جلد از جلد جوابی فیکس سے نوازیں تاکہ ہم صحیح طریقے سے اپنا فریضہ ادا کرسکیں۔

السلام علیکم دعا کا طالب : محمد اشرف قریشی جرمنی

64720 Michelstadt, Germany

الجواب....

۱۔اصل میں تو یوں ہونا چاہئے کہ جرمنی میں کوئی ایک مرکزی رویت ہلال کمیٹی قائم ہو جو علماءِ دین پر مشتمل ہو اور کوشش یہ کی جائے کہ اس میں عرب، ترک اور پاکستانی وہندوستانی علماء کرام شامل ہوں پھر یہ کمیٹی چاند دیکھنے کے لئے ملک کے مختلف علاقوں میں جہاں چاند نظر آنے کا زیادہ امکان ہو، ذیلی کمیٹیاں بناوے، ہر کمیٹی میں یہی کوشش کی جائے کہ کم از کم ایک دو عالمِ دین شامل ہوں، اور یہ کمیٹیاں شرعی ضابطۂ شہادت کے مطابق گواہیاں سن کر رویتِ ہلال کا پورے ملک کے لئے فیصلہ کردیں، اور جرمنی کے تمام مسلمان اس فیصلہ کے مطابق عمل کریں، ان کمیٹیوں کی رہنمائی کیلئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''رویت ہلال'' جو اردو میں ہے انکے سامنے ہونا چاہئے، نیز مفتی اعظم موصوف کی کتاب ''جواہر الفقہ'' جلد نمبر ۱ کے صفحہ ۳۹۵ سے لیکر ۴۰۳ تک کل ۹ صفحات بھی ان کے سامنے ہونے چاہئیں، کیوں کہ یہ ۹ صفحات مذکورہ بالا رسالے یعنی رویتِ ہلال کا خلاصہ ہیں، اور ان میں طریقہ کار کو کچھ مزید آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔مگر جب تک ایسا نہیں ہوتا یا پورے جرمنی میں کہیں بھی چاند دیکھنا موسم کے باعث عموماً ممکن نہیں ہوتا تو یہ بھی جائز ہے کہ جس قریب ترین ملک میں رویت ہلال کا فیصلہ شرعی شہادتوں اور شرعی قاعدے مطابق کرنے کا انتظام موجود ہے، وہاں رویت ہلال کے بارے میں جو فیصلہ ہو، اس پر جرمنی کے مسلمان بھی عمل کرلیں۔

۳۔مگر سوال میں موجودہ صورت حال درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک مسلمان

اپنے الگ کیلنڈر پر عمل کرتے ہیں، یہ کیلنڈر کس بنیاد پر بنایا گیا ہے، یہ تفصیل سوال میں درج نہیں لہٰذا اس کے بارے میں تو کچھ کہنا مشکل ہے، اور **سعودی عرب کے اعلان کے مطابق جو حضرات عمل کرتے ہیں اس کی شرعا گنجائش ہے ، کیوں کہ سعودی حکومت کا کہنا یہی ہے کہ ان کے یہاں رویتِ ہلال کا فیصلہ خالص شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے، اور رویت کے مطابق ہوتا ہے، فلکی حسابات کی بنیاد پر نہیں** ، اگرچہ سعودی حکومت کے اس اعلان کی صداوقت پر بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں، لیکن **اس اعلان کی تکذیب کی بھی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں** ، بہت سے حضرات کو سعودی عرب کے اعلان پر اس وجہ سے اطمینان نہیں ہوتا کہ ان کا کہنا ہے کہ بسا اوقات سعودی حکومت کا اعلان فلکی حسابات کے خلاف ہوا ہے، یعنی رویتِ ہلال کا فیصلہ ایسے وقت کردیا گیا، جبکہ سعودی عرب میں فلکی حسابات کی رو سے رویت ممکن ہی نہیں تھی۔ لیکن **شریعت میں چونکہ رویت کا مدار شرعی ضابطہ شہادت پر ہے اور فلکی حسابات پر مدار نہیں ہے اسلئے اہل جرمنی اگر سعودی عرب کے فیصلہ پر عمل کرلیں تو شرعا اس کی گنجائش ہے۔**

سوال میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی مسلمان محکمہ موسمیات اور برطانیہ کے

مسلمانوں سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں، **تو جہاں تک محکمہ موسمیات کا معاملہ ہے تو ان کا فیصلہ تو شرعاً معتبر نہیں** ،جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اور برطانیہ کے مسلمانوں میں خود اس مسئلہ میں اختلاف ہے، **ہمیں معلوم ہے کہ وہاں علماء دین اور عوام کی اکثریت سعودی اعلان پر عمل کرتی ہے** ،اور کچھ حضرات مراکش کے اعلان پر۔

معلوم نہیں جرمنی کے حضرات ان دو میں سے کس سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں ،تاہم اہل جرمنی کے لئے اس کی بھی گنجائش ہے کہ وہ مراکش کے اعلان پر عمل کرلیں، کیوں کہ برطانیہ کے بعض علماء کرام نے مجھے بتایا ہے کہ مراکش میں رویت ہلال کا فیصلہ شرعی ضابطہ شہادت کے مطابق کیا جاتا ہے۔

۴۔ اور جہاں تک پاکستانی مسجد کے اعلان کا تعلق ہے، وہ بظاہر اس پر مبنی ہے کہ 23 فروری کو فرینکفرٹ میں ذیقعدہ کی ۲۹ تاریخ تھی، اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو ان کا اعلان بھی شریعت کے خلاف نہیں، کیوں کہ شریعت کا قانون یہ ہے جس کی صراحت آنحضرت ﷺ کی حدیث صحیح میں بھی موجود ہے، کہ جب ۲۹ کا چاند نظر نہ آئے تو مہینے کے تیس دن پورے کئے جائیں، یعنی چاند تیس تاریخ کا سمجھا جائے، شریعت کے اس قانون کا تقاضہ تو یہ تھا کہ پاکستانی مسجد کے اعلان پر ہی عمل واجب ہوتا، اور اس کے خلاف جائز نہ ہوتا لیکن سوال میں جرمنی کے مسلمانوں کا جو مختلف طرزِ عمل ذکر کیا گیا ہے، اس سے یہ بات واضح ہے کہ جرمنی میں عمل جرمنی کی رویت پر نہیں ہوتا بلکہ باہر کے کسی ملک کی پیروی

میں ہوتا ہے، یا کچھ لوگ محکمہ موسمیات سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں، تو اب ہمیں یہ معلوم نہیں کہ فرینکفرٹ میں ۲۳ تاریخ کو ذیقعدہ کی ۲۹ تاریخ کس بنیاد پر تھی، بظاہر وہ بھی مذکورہ بالا تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر مبنی ہوگی، اور وہ مختلف فیہ ہے، لہٰذا فرینکفرٹ کی پاکستانی مسجد کے فیصلے کو بھی ایسا لازمی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مختلف متبادل طریقے پر عمل کی بالخصوص دوسرے شہر میں کوئی گنجائش نہ ہو۔

تاہم مسلمانانِ جرمنی کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ آئندہ کے لئے علماء کرام کی رہنمائی میں شرعی ضابطہ کے مطابق اور مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں رویتِ ہلال کا ایسا طریقہ طے کرلیں کہ پورے ملک کے مسلمان ایک ہی تاریخ میں عید کرسکیں۔

خلاصہ یہ کہ جن صاحب کے بارے میں یہ سوال ہے، ان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ۵/مارچ ۲۰۰۱ء کو عیدالاضحیٰ کرلیں، جیسا کہ انکے شہر کے ترکی مسلمان کررہے ہیں، ترکی مسلمانوں نے یہ فیصلہ کس بنا پر کیا ہے، یہ تو ہمیں سوال سے معلوم نہیں ہوا، لیکن چونکہ سعودی عرب میں عیدالاضحیٰ ۵/مارچ کو ہورہی ہے تو **سعودی اعلان کی پیروی میں اہل جرمنی کو اس پر عمل کرنے کی پوری گنجائش ہے**۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد رفیع عثمانی

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی ۶/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

(داالعلوم کراچی کا اسی قسم کا ایک اَور استفتاء وفتویٰ آگے ملاحظہ فرمائیں)

فتویٰ نمبر ۳

مفروضہ نیومون تھیوری کونصوص کے بالمقابل قطعی بتلا کر فلکیات کے مفروضات کی تائید میں برطانیہ سے خلطِ مبحث اور مغالطہ سے بھرپور ایک سوال اور اس کی تردید میں دارالعلوم کراچی کا مدلّل جواب ملاحظہ فرمائیں

(یادرہے کہ ذیل کے سوال کی غیرضروری باتوں کونقل نہیں کیا گیا)

سوال : بخدمتِ گرامی قدر حضرت مفتی صاحب زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

بعدسلام مسنون جناب والا نے اپنے تازہ سفرِ برطانیہ کے دوران ملاقات ومجلس کا جوشرف راقم کوبخشا راقم اس پر مشکور ہونے کے ساتھ راقم کواس ملاقات سے علمی نفع ہوا وہ مزید براں؛ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراحسن الجزاء.

مجلس وملاقات کے دوران سعودی کے دعوائے رؤیت یامراکش کے فیصلہ پر برطانیہ میں اسلامی ماہ بالخصوص رمضان وعیدین کے تعین کا جواختلاف ہے،اس بارے میں **جناب نے فرمایاکہ یہ اختلاف راجح مرجوح اور افضل مفضول کاھے، صحیح وعدم صحیح کانھیں ھے۔**

غالبًا یہ رائے اس بنیاد پرقائم کی گئی ہے کہ **سعودی عرب میں مسلک امام احمدابن حنبلؒ کے مطابق شہادتِ**

رؤیت میں مطلع صاف ھونے کی صورت میں بھی دوعادل مسلمانوں کی شہادت ثبوت رؤیت کے لئے کافی ھے ، جس پررمضان وعیدین کے تعین کافیصلہ کردیاجاتاھے خلافِ مسلکِ احناف کے، اس اختلاف کی وجہ سے یہ مسئلہ اجتہادی ھوجاتا ھے،اوراجتہادی مسائل میں کسی بھی رائے پرعمل کی شرعاً گنجائش ھوسکتی ھے۔

برطانیہ وامریکہ میں سعودی عرب کی اتباع میں رمضان وعیدین کاتعین نہ کرنے والے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ سعودی عرب کے شہادتِ رؤیت کے فیصلہ کے بارے میں مسلکِ حنبلی پرعمل کرنا نہیں ہے،وہ اپنی جگہ پر فقہ حنبلی کے مطابق صحیح ہے،چاہے حنفی مسلک کے مطابق صحیح نہ ہو۔

اِن حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ سعودی عرب چونکہ مسلم مملکت ہے،اورمسلم حاکم کافیصلہ اپنی حدودِمملکت میں شرعاًنافذ ہوگااورحدودِمملکت میں رمضان وعیدین کے موقع پرموجودمسلمانوں کے لئے یہ فیصلہ واجب العمل بھی ہوگا۔

مگرمملکت سے باہر یہ فیصلہ شرعی اصول وضوابط پرپرکھاجائے گا،اوراس کے مطابق عمل کیاجائے گا۔لان اجتھادالقاضی لایثبت فی ولایت غیرہ (ھدایہ،فتح القدیر قضاء القاضی لحدودغیرہ)

بنابریں **ان حضرات کی رائے سعودی عرب کے**

رمضان وعیدین کے تعین کے فیصلہ کے بارے میں اختلاف کی بنیاد ؛ شہادتِ رؤیت کانصاب نہیں جو مسئلہ کی علتِ اجتہاد ہوسکے ، (بلکہ)**اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ سعودی عرب میں رمضان وعیدین کے موقع پر۲۹ شعبان ورمضان کوجس دعوائے رؤیت پررمضان وعیدین کے تعین کافیصلہ کیا جاتاہے،یہ دعوائے رؤیت ہی صحیح نہیں، یعنی اس وقت ہلال ابھی آفتاب کی شعاعوں کی زدمیں ہونے کی وجہ سے قابلِ رؤیت نہیں ہوتا،** اگر واقعی محقق رؤیت پر فیصلہ کیا جائے تو سعودی عرب سے **مغرب** (**برطانیہ،مراکش،امریکہ**) **میں یقیناً** اس شام رؤیت ہواور **نہ بھی ہو**(!) تو سعودی عرب کے فیصلہ پراس صورت میں عمل کیا جاسکتا ہے، مگر موجودہ صورت میں اس پر عمل کرنا یقیناً شعبان میں رمضان اور رمضان میں شوال کرنے کے مرادف ہے۔

راقم کی ناقص رائے میں **یہ اختلاف نہ راجح ومرجوح کاہے نہ اجتہادی بلکہ صحیح اور غیرصحیح کاہے** ،۔۔۔۔(اس کے بعد سائل نے یوم شک کے روزے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے احادیث میں ممانعت پردواحادیث بیان کرکے یہ ثابت کیا کہ سعودیہ میں یوم

الشک میں روزہ رکھا جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی پہلے،جس سے دیگر ممالک میں دودن کا فرق ہوجاتا ہے)۔

(سائل نے آگے لکھا؛) نیز یہ بھی تجربہ ہوا کہ **سورج گھن ہے اور سعودی ام القریٰ تقویم میں اسی دن اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ ہے** ۔اس لئے سعودی عرب کا دعوائے رؤیت قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے، یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ سعودی ام القریٰ تقویم کی بنیاد غیر مرئی ہلال پر ہے جیسا کہ اس کے مرتب نے لکھا ہے، اور اسی کے مطابق ۱۸/مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعرات یکم ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ کو مجلس قضاء اعلی کی طرف سے اعلان کیا گیا،اور عیدالاضحیٰ بروز ہفتہ منائی گئی،اس سے پہلے بھی ایسا بارہا تجربہ ہوا ہے۔

﴿ازی م؛ قارئین کی معلومات کے لئے؛ **یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ام القریٰ کیلنڈرصرف دفتری ضروریات کے لئے ہے اوررمضان وحج وعیدین کیلئے تو سعودیہ میں رویتِ ہلال کااہتمام کرکے اسی پر انحصار کیاجاتاہے جس سے کبھی دونوں تاریخیں یکساں ہوجاتی ہیں تو کبھی مخلتلف رہتی ہیں**﴾

(نیز سائل نے لکھا کہ)۲۱/مارچ ۱۹۹۹ء کے عیدالاضحیٰ کے موقع پر روزنامہ جنگ لندن میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی زیدمجدہ کے مضمون میں ہے کہ ’’اتحاد کے لئے حج کے دوسرے روز عیدالاضحیٰ منانا سنت کے منافی ہے،اگر ایسا کرنا ضروری ہوتا تو شریعت

میں اس کا حکم دیا جاتا''، مولانا عثمانی نے مزید کہا کہ تمام مسلم ممالک اپنے قمری مہینہ کے حساب سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا تعین کریں،

﴿**نوٹ از مرتب**؛ سائل نے مذکورہ سوالیہ تحریر میں یہاں سے آگے اپنے موقف کی تائید میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ سے امریکہ و برطانیہ میں سعودی عرب کے فیصلۂ رؤیت کے متعلق پوچھے گئے سوالات پر رمضان وعیدین کے تعین کے بارے میں جوابات نقل کئے ہیں ہم انہیں غیر ضروری ہونے پر یہاں نہیں لکھتے ہیں کیونکہ آپ کے اِن جوابات کے بعد، مفتی اعجاز احمد صاحب کے نام جمعیۃ العلماء برطانیہ کی طرف سے سوال اور حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے اس میں بیان کردہ حوالہ میں آپ کی طرف منسوب کردہ رائے کے خلاف واضح تردیدی جواب دیدیا گیا ہے! جیسے کہ کتاب کے شروع میں ''**فلکیاتی شرطوں پر مبنی ہفوات اور مسئلہ کی تنقیح**'' کے عنوان کی تحریر میں مولانا اسلام علی شاہ صاحب کے سوال پر آپ کا جوابی فتویٰ بھی نقل کیا گیا جس میں ہے کہ'' **حضرت مدظلہ کی رائے وہی ہے جو یہاں سے جاری ہونے والے فتاویٰ میں ذکر کی گئی ہے اور جو رائے حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ ہرگز ان کی رائے نہیں** ''اور ساتھ ہی لکھا گیا ہے کہ ''ہماری معلومات کے مطابق **سعودی عربیہ میں گرین ویچ کے حساب سے بنایا گیا (ام القریٰ) کیلنڈر صرف دفتری امور کے لئے ہے،**

شرعی احکام جیسے رمضان المبارک و عیدین وغیرہ کی ابتداء وانتہاء کیلئے سعودیہ میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس لئے ان کی رؤیت پر علی الاطلاق اعتماد نہ کرنا درست نہیں اھ ۔(پیچھے مذکورہ عنوان کے ماتحت سوال وجواب کو بضرورت قاری دوبارہ دیکھ لیں۔ ہماری نوٹ یہاں ختم ہوئی)﴾

اس کے بعد سائل نے اپنے اس سوال میں مزید لکھا کہ؛

راقم کا ۲۵ سالہ تجربہ کی روشنی میں یہ خیال ہے کہ **سعودی عرب کا رمضان وعیدین کے تعین کا فیصلہ چاندکی بصری رؤیت پر نہیں بلکہ حسابِ فلکی کے مطابق غیر مرئی** (نہ دیکھے جاسکنے والے) **چاند پر ہوتا ہے**، (مگر) **صرف رمضان وعیدین پر** شهد شاهدين فثبت الرؤية **کے عنوان سے** (رویت کے نام پر)**فیصلہ نشر کردیا جاتاہے۔**

(سائل نے آگے اپنی آخری گزارش میں لکھا کہ)**میری رائے میں سعودیہ کے ثبوتِ ھلال کے فیصلہ پر برطانیہ میں عمل کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف کا مبنیٰ** '' راجح ومرجوح اور اس مسئلہ کے اجتہادی'' **ہونے کا نہیں ہے جیسے کہ آپ کی رائے ہے** ''**بلکہ اس کا صحیح اور غیر صحیح ہوناہے!** اگر میری رائے صحیح نہ ہو تو اس کی تفصیل سے راقم کو ضرور مطلع کیا جائے۔

طالب دعاء۔ یعقوب قاسمی ۱۵رشوال ۱۴۲۱ھ 10.01.2001

﴿سائل کا دارالعلوم کراچی کے نام سوال (مع ہمارے نوٹس) ختم ہوا اب ذیل میں دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی رفیع احمد عثمانی صاحب حفظہ اللہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت مفتی رفیع احمد عثمانی صاحب حفظه الله مفتی اعظم پاکستان کاجواب

الجواب: **حامداً ومصلیا.....**

بخدمت گرامی قدر حضرت مولانا یعقوب قاسمی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رؤیتِ ہلال سے متعلق آپ کا استفتاء موصول ہوا، جس میں سعودی عرب کے نظامِ رؤیت پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے کہ سعودیہ عربیہ میں رؤیتِ ہلال کا نظام ''قواعد'' کے مطابق نہیں، اس لئے برطانیہ و امریکہ والوں کے لئے سعودی رؤیت کو بنیاد بنا کر عید یا رمضان کرنا درست نہیں۔

استفتاء کے مندرجات کا خلاصه یهی نکلتا هے که سعودی عرب میں رؤیت کے مسئله میں فلکی قواعد کالحاظ نهیں رکھا جاتا ۔جسکے نتیجہ میں مختلف قسم کی

خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً۔۔۔۔

الف: ولادتِ ہلال سے قبل رؤیت ہلال کا اعلان کرنا۔

ب: رمضان کی ابتداء شک کے روز اور بعض دفعہ اس سے بھی پہلے ہو جانا وغیرہ۔۔

گویاکہ آنجناب کی رائے یه هے که رؤیت هلال کے باب میں حساب فلکی کااعتبار هوناچاهئے،اور سعودی حکومت کے لئے اسکا لحاظ رکھناچاهئے۔

اس سلسلہ میں **هماری گزارش یه هے که عبارات فقه پرغورکرنے سے یه بات واضح طورسامنے آئی هے که رؤیتِ هلال کے مسئله میں حسابِ فلکی کابالکل اعتبار نهیں**، یعنی نه اس کی بنیادپر رؤیت ثابت هوسکتی هے اور نه اس کی نفی هوسکتی هے۔ **حسابِ فلکی رؤیت کے باب میں کوئی شرعی ذریعه نهیں،**

شرعی ذرائع صرف تین هیں۔

الف : رؤیتِ عامہ

ب : شرعی شہادت یا خبر

ج : اکمالِ ثلاثین

لهذا حساب فلکی سے جس طرح رؤیت

کاثبوت نہیں ہوگا اسی طرح اس کی بنیادپر رؤیت کی نفی بھی نہیں ہوگی۔

مذاہبِ اربعہ کی چند عبارات بطورنمونہ ملاحظہ ہوں۔

١.فی رد المختارعلی الدرالمختار: والاصل عندهما انه لاتعتبر رؤية نهاراً ، وانماالغلبة لرؤيته بعدغروب الشمس لقوله ﷺ "صموا لرؤيته وافطروا لرؤيته"امرباصوم والفطربعدالرؤية (الى قوله) لاتعمل قولهم "لاعبرة برؤيته نهاراً" ماذاراؤى يوم التاسع والعشرين قبل الشمس ثم رؤى ليلة الثلثين بعدالغروب وشهدت بينة شرعية بذلک فان الحاكم يحكم برؤيتته ليلاً كماهونص الحديث ، **ولايلتفت الى قول المنجمين انه لاتمكن رؤيته صباحاً ثم مساءً فى يوم واحدٍ كماقدمناه عن فتاوى الشمس الرملى الشافعى وكذالوثبتت رؤيته ليلا ثم زعم زاعم أنه فراٰه صبيحتها، فان القاضى لايلتفت الى كلامه، كيف وقدصرحت ائمة المذاهب الاربعة** بان الصحيح انه لاعبرة برؤية الهلال نهاراً وانما المعتبر رؤيته ليلاً، وانه لاعبرة بقول المنجمين،وانه لاعبرة بقول المنجمين، **ومن عجائب الدهر ماوقع فى زماننا سنة**

اربعين بعد المائتين والالف،وهوالتالية لتسع وعشرين من شعبان شهادة جماعة رأوه من منارة جامع دمشق، وكانت السماء متغيمة، فاثبت القاضى الشهر شهادتهم بعد الدعوى الشرعيه، فزعم بعض الشافعية ان هٰذا الاثبات مخالف للعقل وانه غيرصحيح ،لانه اخبره بعض الناس بانه رئیٰ الهلال نهارالاثنين المذكور ثم تعاهد مع جماعة من اهل مذهبه على بعض هذاالحكم، فلم يقدروا **واوقعوا التشكيک فى قلوب العوام،ثم صاموا يوم عيد الناس، وعيدوافى اليوم الثانى حتى خطأهم بعض علماء هم يوم عيد الناس ، واظهر لهم النقول الصريحة من مذهبهم** ، فاعتذر بعضهم بانهم فعلوا كذلک مراعات المذهب الحنفية وان الحنفية لم يفهموا مذهبهم ولايخفى أن الهذاالعذراقبح من الذنب، فان فيه افتراء على أئمة الدين لترويج الخطأالصريح. اهـ (٢: ٩٥ طبع كوئية)

٢. وفى مواهب الجليل : **ولوشهد عدلان برؤية الهلال** وقال اهل الحساب :انه لايمكن رؤيته قطعاً. فالذى يظهر من كلام اصحابنانه **لايلتفت لقول اهل الحساب** اهـ (٢: ٣٨٨)

۳. وفی المغنی ولاشرح الکبیر : ولو شهدشاهدان، وجب قبول شهادتهما ولوكان ممتنعاً على ماقالوه (۳:۹۳)

۴. وفي نهاية المحتاج : وشمل كلام المصنف ، ثبوته باشهادة، مالودل الحساب على عدم امكان الرؤية وانضم الى ذلك ان القمرغاب ليلة الثالث على مقتضى تلك الرؤية قبل دخول وقت العشاء ،لان الشارع لم يعتمد الحساب ،بل ألغاه بالكلية اهـ (۳:۱۵۱)

۵. وفي مغنى المحتاج : (فرع) لوشهدبرؤية الهلال واحداواثنان واقتضى الحساب عدم امكان رؤيته، قال السبكى : لا تقبل هذه الشهادةلان الحساب قطعي والشهادة ظنية والظنى لايعارض القطعي .واطال فى بيان ردّ هذه الشهادة .والمعتمد قبولها اذلاعبرة بقول الحساب كمامرّ.. (۱: ٤۲۱)

مذکورہ بالا عبارات ’’نفی‘‘ سے متعلق ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ چاروں مذاہب کے فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ حساب فلکی رؤیت ہلال کے مسئلہ میں ثبوتاً

و نفیاً مدارشرعی اور مستندشرعی نہیں، بلکہ حسا ب اور شہادت میں تعارض واقع ہونے کی صورت میں شہادت اگر شرعی ضابطہ کے مطابق ہے ،تو اسکا اعتبار ہوگا،اور حساب کو نظرانداز کیا جائیے گا،یعنی حساب فلکی کی وجہ سے شہادت رد نہیں ہوگی.

اس تفصیل سے سعودی عرب والوں پرحساب فلکی کے قواعد کونظراندازکرنے کاجواعتراض تھا،اور یہ کہ ان قواعد کونظر انداز کرنے سے مختلف قسم کی خرابیاں لازم آتی ہیں، یہ سارے اعتراضات رفع ہوگئے، کیوں کہ سب کا منشاء حسابِ فلکی پرمداررکھنا ہے۔

نتیجۂ بحث یہ کہ سعودی عرب والے اگر’’شہادت شرعیہ‘‘ کی بنیاد پررمضان اور عیدین کافیصلہ کرتے ہیں ،تو یہ درست ہے، اگرچہ نصابِ شہادت ان کے فقہی مذہب کے مطابق ہو،اور حسابِ فلکی کے خلاف ہو،

اور جب سعودی عرب کی رؤیت کافیصلہ

مذکورہ بالا شرعی اصول کے مطابق درست ہوا، تو اس صورت **برطانیہ یا امریکہ کے رہنے والے اس کے مطابق عمل کرسکتے ہیں، بشرطیکہ یہ فیصلہ ان تک طریق شرعی سے پہنچ جائے، جوکہ معروف ہے،** اور اگر یہاں رہنے والے مراکش کی رؤیت کا اعتبار کریں، تو یہ بھی جائز ہے۔

البتہ انتشار اور فساد سے بچنے کے لئے، یہاں کے علماء اور مشائخ دیگر سارے اختلافات کو نظرانداز کرکے مذکورہ دونوں ملکوں میں سے کسی ایک ملک کے فیصلہ کو معتبر ماننے کے لئے ایسا کوئی طریقہ وضع کریں، جس سے یہاں فتنہ وانتشار کی فضاء ختم ہو، اور عوام دین اور اہل دین کے بارے میں لعن طعن اور بدگمانیوں اور بدزبانی سے محفوظ ہوں، اور غیر مسلموں کے سامنے جگ ہنسائی نہ ہو، اور اگر یہ ممکن نہیں، تو اس صورت میں **جو لوگ سعودیہ کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہیں ان کو غلط** (کہہ کر)**، ان پر لعن طعن نہ کیا جائے،** اس طرح جو لوگ مراکش کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہیں، ان کو بھی متہم نہ کیا جائے، اس طریقہ سے بھی فتنہ وانتشار کا سد باب ہوسکتا ہے۔

نوٹ: **آنجناب نے اپنے خط کے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ ”سعودی عرب کا رمضان وعیدین کے تعین کا فیصلہ چاند کی بصری رؤیت پر**

نہیں، بلکہ حسابِ فلکی کے مطابق غیرمرئی (نہ دیکھے جانے والے) چاند پر ہوتا ہے الخ۔۔۔“

یہ قول آنجناب کے خط میں شروع میں ذکرکردہ اعتراضات کے معارض اور مناقص ہے، کیوں کہ **ان اعتراضات کا حاصل یہی ہے کہ سعودی عرب والے حسابِ فلکی کو نظرانداز کرتے ہیں، اور وہ حسابِ فلکی کا رمضان اور عیدین کے چاند میں بالکل لحاظ نہیں رکھتے۔** واللہ تعالیٰ اعلم ۔۔عصمت اللہ عصمہ اللہ

الجواب صحیح

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی (۲/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ)

دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ اور حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ

قارئین کرام دارالعلوم کراچی کے مذکورہ فتاویٰ اور ہمارے تمام علمی مراکز کے مرکز، دارالعلوم دیوبند کے دیگر فتاویٰ جنہیں خود دارالعلوم دیوبند کی اور ہماری اشاعات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں ان سے یہ بات عیاں ہے کہ آبزرویٹری وفلکیات کے نیومون کے

مفروضہ حسابات سے نصِ شرعی کے مطابق ثابت رویتِ ہلال کی گواہیوں کو ہرگز رد نہیں کیا جاسکتا ہے! یہی وجہ ہے کہ میری اور امیر حزب العلماء یو کے مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب کی حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ نائب مہتمم دارالعلوم کراچی سے لندن میں ایک ملاقات میں ہماری طرف سے جب یہ کہا گیا کہ ''رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی کے احوال سے یہ نظر آیا کہ دارالعلوم دیوبند اور دارالافتاء ریاض سعودی عربیہ کے علماء کے سواء دیگر حضرات مفروضہ فلکی نیومون اور چاند کے قابلِ رویت ہونیکے فلکی مفروضہ قواعد کے مخصوص عرصہ گزرنے کو بنیاد مان کر ''شرعی گواہی'' کو اس سے مشروط کرنے پر وہاں مصر نظر آئے!، تو ہماری اس بات پر آپ نے جواباً فرمایا کہ نہیں! ہم نے بھی اس شرط کو قبول نہیں کیا! اھ،

بے شک یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس شرط کو قبول فرمالیتے جبکہ دارالعلوم کراچی کے بانی مبانی مفتی اعظم پاکستان آپ کے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ نے اپنی کتاب 'رویتِ ہلال'' میں اور دوسری کئی جگہوں پر فلکی حسابات کے حوالہ سے رویتِ ہلال اور مفروضہ نیومون وآلاتِ رصدیہ پر کھل کر دینی وشرعی نقطہ بیان کرتے ہوئے شرعاً اس کی تردید بھی فرمادی ہے۔

(**نوٹ** : شرعی ثبوتِ ہلال کے بارے میں میں فلکیاتی حسابات کو مدار نہ بنائے جانے کے شرعی، تجرباتی وتاریخی اور فلکیاتی جدید تحقیق کے جو احوال بیان کئے گئے ہیں اس کے مطابق **نیومون کے وقت اور اس سے پہلے پہلے بھی رویتِ ہلال ہونے کو ماہرینِ فلکیات نے تسلیم**

کیا ھے! یہ تمام باتیں تفصیلاً ہماری پیپر پرنٹ شائع شدہ کتاب ''شرعی ثبوتِ ہلال ،تاریخِ فلکیات اور جدید تحقیق'' از مولوی یعقوب احمد مفتاحی'' کو پڑھی جائے یا ہماری ویب سائٹ **www.hizbululama.org.uk** میں پڑھی جاسکتی ہے)

حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ
اور فلکیاتی مفروضات!

قارئین کو یاد ہوگا کہ مقدمہ میں ہم نے بتلایا تھا کہ اس ضمیمہ میں ہم حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کے نام سے فلکیاتی حسابات اور آلاتِ رصدیہ کی طرفداری میں جو ہفوات پھیلائے گئے ہیں ان کی تردید میں حضرتؒ کے فتاویٰ موسوم باسم ''احسن الفتاویٰ'' میں فلکیات کے خلاف جو حوالے ہیں ان میں کے چند ایک کو ہم نے اس ضمیمہ میں جمع کردیا ہے، اسی یاددہانی کی بنیاد پر ذیل میں آگے آپؒ کے فتاوی اور احسن الفتاویٰ میں ان کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

قبلہ کی تعیین ،مفروضہ حسابات
وآلاتِ رصدیہ!

آپؒ کی طرف فلکیات وآلاتِ رصدیہ کے حوالہ سے بہت سی باتیں غلط طور منسوب کی جاتی رہی ہیں حالانکہ آپؒ فلکیاتی مفروضات وآلاتِ رصدیہ کو دینی احکامات

ثابت یا رد کرنے کیلئے شرط قرار نہیں دیتے، ملاحظہ ہو:

آپؒ نے سمتِ قبلہ'' کی بحث میں'' علامہ مشرقی کے حساباتِ ریاضیہ پر موقوف سمتِ قبلہ کے نظریہ کی تردید'' میں ایک رسالہ'' المشرفی علی المشرقی '' تحریر فرمایا جس میں تمہید کے بعد فرماتے ہیں'' دوسرا مسئلہ بلادِ بعیدہ میں سمتِ قبلہ معلوم کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے اور صحابہ، تابعین اور جمہورِ امت کا اس میں تعامل کس طرح ہے''۔

اس بارے میں پہلے **بطورِ مقدمہ یہ بتلا دینا مناسب ہے کہ شریعت کے ''تمام احکام'' کی بنیاد یسر و سہولت اور سادگی و بے تکلفی پر ہے۔ فلسفیانہ تدقیقات پر نہیں۔**

کیوں کہ اس شریعت کا دائرۂ حکومت تمام عالم کے بحر و بر اور اسود و احمر شہری و دیہاتی آبادیوں کے سکان پر حاوی ہے۔ اسلامی فرائض نماز روزہ وغیرہ جس طرح شہریوں پر عائد ہیں اسی طرح دیہاتیوں اور پہاڑوں، دروں اور جزائر پر رہنے والے ناخواندہ و ناواقف لوگوں پر بھی عائد ہیں۔ اور جو احکام اس درجہ عام ہوں ان میں ''مقتضائے عقل و حکمت و رحمت'' یہی ہے کہ ان کو تدقیقات فلسفہ اور قواعد ریاضیہ یا آلاتِ رصدیہ'' پر موقوف نہ رکھا جائے تا کہ ہر شخص و عام خواندہ ناخواندہ بآسانی اپنے فرائض انجام دے سکے۔

''شریعت کے تمام احکام اسی نظریہ کے تحت بالکل آسان اور سادہ طریقہ پر آئے ''۔۔۔''**روزۂ رمضان کا مدار چاند دیکھنے**

پر رکھا گیا۔ حسابات ریاضیہ کا اعتبار نہیں کیا گیا''۔۔۔۔ مہینے قمری رکھے گئے، جن کا مدار رؤیتِ ہلال پر ہے''۔ اسی طرح احکام اسلامیہ کے تتبع سے بکثرت اس کے نظائر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

کیا مشرقی اور رصدگاہی حسابات صحیح اور آپ ﷺ کے ہاتھوں رکھا مسجدِ نبوی کا قبلہ غلط ؟!

آپؒ نے حساباتِ ریاضیہ وآلاتِ رصدیہ کے احکامِ اسلامیہ میں عدم اعتبار کو اجاگر کرنے کے بعد آگے آپؒ اسلامی احکام کے ثبوت اور ان کے صحیح ہونے میں'' حساباتِ ریاضیہ اور آلاتِ رصدیہ'' کی حیثیت و دلیل کا شرعاً مکمل انکار کرتے ہوئے ''صحابۂ کرامؓ و حضرت عمرؓ کا حسابات حساب دانوں سے خاموش اعراض اور تخمینہ و اندازہ کے سادہ طریقہ اپنانے کو بیان کیا'' اور مصر میں جامع مسجد حضرت عمرو بن العاصؓ اور جامع احمد بن طولون کہ جسے ابن طولون نے اس کا سمتِ قبلہ بجائے عمرو بن العاصؓ کے سمتِ قبلہ کے، ان حسابات کی بنیاد پر تعمیر کیا تھا، اسی وجہ سے دونوں کی سمتِ قبلہ میں فرق کو مقریزی کے حوالہ سے بیان فرما کر آپؒ نے نہ صرف عام مسجد بلکہ خود صاحبِ شریعت والوحی ﷺ کے مدینہ منورہ میں اپنے و خلفائے راشدین اور صحابۂ کرامؓ کے ہاتھوں ڈالی گئی مسجد نبوی کی بنیاد کے سمتِ قبلہ کے اب بھی ان مفروضہ حسابات کے خلاف ہونے اور اس کے باتفاق علمائے امت بطور وحی و مکاشفہ بیت اللہ شدہ ہونے کو بیان فرمایا اور حسابات کے بجائے ''وحیانہ بنیاد، قرآن وسنت'' ہی کو صحیح و کامل بتلا کر ان حسابات کا عبادات میں بالکلیہ اعتبار نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ آگے آپؒ حسابِ مفروضہ کی شرعاً تنقیص'' کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ ''**جو آلاتِ رصدیہ پر سمتِ قبلہ کا مدار رکھنا چاہتے ہیں اور ان پر ''فخر'' کرتے ہیں وہ دیکھیں کہ ان کی تجویز پر تو مسجدِ نبوی کی سمتِ قبلہ بھی پوری نہیں اترتی !**

آپؒ آلاتِ رصدیہ اور اس کے حسابات کی شرعاً مزید تنقیص کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں ''حساباتِ ریاضیہ و آلاتِ رصدیہ کے ذریعہ بھی ''عینِ کعبہ تو درکنار مسجدِ حرام بلکہ مکہ مکرمہ کے استقبال کا بھی یقین نہیں ہوسکتا مندرجہ وجوہ کی بنیاد پر (۱) فلکیاتی کتب میں سمتِ قبلہ کے قواعد تقریبی (نہ کہ یقینی) بیان ہوتے ہیں (۲) **جن طریقوں کو تحقیق کہا جاتا ہے، ہر مقام کے صحیح طولِ بلد و عرضِ بلد کے بالکل صحیح نکالنے میں ''مشکلی'' ہے** اور (۳) ایک مقام سے دوسرے مضافاتی مقام کے طولِ بلد و عرضِ بلد میں تفاوت کی وجہ بالکل صحیح سمتِ قبلہ نہیں نکالی جاسکتی (صرف اندازاً حساب بتلایا جاتا ہے) (۴) **بالکل صحیح تعیین فرض کر بھی لی جائے تب بھی عملی طور پر استقبالِ کعبہ یا مسجدِ حرام بلکہ استقبالِ مکہ کا بھی یقین نہیں کیا جاسکتا** کیوں کہ ایک بال برابر بھی انحراف نمازی کے رخ کو مکہ مکرمہ سے میلوں دور لے جائے گا۔

آگے عام حسابوں اور مختلف اعدادِ حساب کے ''جہلِ مرکب'' پر تنقید کر کے

مضمون کو لپیٹتے ہوئے حساباتِ ریاضیہ کے شدید ترین نقص کی طرف مسلمانوں اور انہیں بے جا بحثوں میں الجھانے والوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا ''**شہادت فلسفیہ و ریاضیہ میں پڑنا شرعاً مذموم و موجب تشویش ہے۔ بسا اوقات ان تدقیقات میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور عامۃ المسلمین پر بدگمانی ہوجاتی ہے** ۔(احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۲۳ تا ۳۲۹)

مذکورہ اقتباسات حضرتؒ کے ''ریاضیات و حساباتِ فلکیات کے متعلق نبوی وحیانہ موقف نحن امة امية لانكتب و لانحسب ہی کا نتیجہ ہے جو ان حساباتِ مفروضہ کی اتنی شدت سے شرعی تنقیص فرماتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور اتنا ہی نہیں بلکہ آپؒ ان حسابات کے حوالہ سے دیگر عبادات میں بھی اسی نظریہ و نبوی موقف ہی کو مدِ نظر رکھے ہوئے ہیں، جس کی سب سے بڑی مثال رمضان وعیدین اور ثبوتِ ہلال کا تعین ہے۔

سعودی عربیہ میں رویت وثبوتِ ہلال پر حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کی تصدیق !

فلکیات کے مفروضہ حسابات کے حوالہ سے شرعی نبویانہ موقف پر ثبوتِ ہلال کے مسئلہ میں آپؒ ''سمتِ قبلہ'' کی مذکورہ بحث والے موقف سے بالکل مختلف نہیں ہیں۔ مثلاً

آپؒ ”حکومتِ پاکستان کی طرف سے عبادات کو قمری کیلنڈر سے وابستہ کرنے کی تجویز کا جواب“ کے عنوان کے ماتحت آمدہ سوالات کے جواب میں، سوال نمبر (۴) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **”اگر حسابی طریقہ کی گنجائش ہوتی تو رویت کے حکم کے بجائے اہل حساب سے دریافت کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے، بالخصوص جبکہ حسابی فیصلہ میں کئی سہولتیں بھی ہیں**، مثلاً

(۱) رویت کے لئے جدوجہد اور مشقت سے نجات (۲) اختلاف و انتشار سے حفاظت (۳) آئندہ معاملات (طلاق و عدت وغیرہ) کے لئے تعیینِ تاریخ میں سہولت، مع ہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رویت ہی کو شرط قرار دیا (آج کا مغربی نظریات سے اثر پذیر اسی سہولت پسندی کے شکار ہیں اس میں مسلم غیر مسلم حکمراں طبقہ جو مغربیت سے اثر پذیر ہے وہ بھی اسی کا دلدادہ ہے، یہ وجہ ہے کہ بڑے منظّم طریقہ سے ہر قسم کے میڈیا سے بھرپور طریقہ سے شرعی موقف کی تردید اور نفسیاتی سہولت کے حصول میں ان شرعی احکامات و دلائل کو پسِ پشت کرنے کی مہم جاری ہے)

مزید براں! آگے لکھتے ہیں ”**مہینہ ۲۸ دن کا ہے یا ۲۹ یا ۳۰ یا ۳۱ کا اس بارے میں پوری دنیا، چند محاسبین کی کورانہ تقلید کر رہی ہے بس بوجھ بُجھکّر جو کھدے ماننا پڑے گا۔ شریعتِ مطہرہ نے ثبوتِ**

ہلال کے لئے رویت کو شرط قرار دے کر انسان کو کسی دوسرے انسان کی کورانہ تقلید اور ذہنی غلامی اور عبادات کو غیر کے قبضہ میں دینے سے محفوظ فرمادیا ہے، رویت کی مشقت یا مجاہدہ برداشت کرلیں اور اسکی وجہ سے قدرے اختلاف کی زحمت گوارہ کرلیں، مگر اپنی عبادات غیر کے قبضہ میں نہ دیں بلکہ خود علی وجہ البصیرت ادا کریں۔

(۲) پھر سوال نمبر تین میں (۳) کہ **قطبین پر نماز کیلئے اجتہاد کیا جاتا ہے تو چاند کے مسئلہ میں کیوں نہیں ؟** اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: **جوازِ اجتہاد کے لئے شرط یہ ہے کہ مسئلہ منصوصِ شرعی نہ ہو (جبکہ) ثبوتِ ہلال کے لئے رویت کی شرط نص سے ثابت ہے اس لئے اس میں اجتہاد کرنا حرام ہے**۔

(۴) سوال نمبر پانچ: کہ جب نماز کے اوقات اور طلوع وغروب آفتاب کا مشاہدہ ضروری نہیں تو رویتِ ہلال کے بارے میں کیوں؟

اس کا جواب دیتے ہوئے آپؒ نے فرمایا؛ کہ **اوقاتِ نماز اور ”ثبوتِ ہلال“ میں دو وجہ سے فرق ہے (الف) شریعت نے اوقاتِ نماز کا مدار عینی رویت پر نہیں رکھا بلکہ اس میں علم یقین کو کافی قرار دیا ہے، بخلاف ثبوتِ**

ھلال کے کہ اس میں عینی رویت کوشرط قراردیاھے (ب) **دوسرا فرق یہ ھے کہ حسابی طریقہ سے متعین کردہ اوقاتِ نماز کی ''ھرشخص'' جب چاھے بذریعہ مشاھدہ تصدیق (یاتکذیب) کر سکتاھے مگر''وجودِ ھلال'' کی تصدیق کے لئے ''عوام کے پاس سوائے رویت پرشھادت کے اورکوئی ذریعہ نھیں''۔**

حسابی طریقہ سے (نمازوں کے) اوقات عموماً قابل رویت ہوتے ہیں مگر ''**ھلالِ اصطلاحی** (**مفروضہ اجتماعِ شمس وقمروالانیومون**) **پیدائش کے باوجود ''بالعموم'' (خاص واقعات کاانکار بھی نھیں۔ ی م)قابل رویت نھیں ھوتا** اورنمازوں کےاوقات کے مشاہدات اوران پر ہمیشہ کیلئے اوقات کی تعین کے مانندرویتِ ہلال میں ایسانہیں (بلکہ بار بارکئی مہینوں کے چاند کے مشاہدہ کے بعدبھی ہلال میں ایسانہیں ہوسکتا اوراوقاتِ نمازجیسی تعین کیلئے بار بار کے ہلالی مشاہدے بھی کافی نہیں)

آگے **سوال نمبر چھ** (٦) ''**کہ سعودیہ والے حسابی طریقہ سے کیلنڈرتیارکرتے ھیں ،ھمارے حج کاکیا**؟ اگریہ صحیح کرتے ہیں توپھرپاکستان میں اس کی ترویج کیوں نہیں؟ اس کا

جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''**سعودی عرب میں'' ثبوتِ ھلال''** (**جوعبادات،رمضان وعیدین حج یامعاملات جیسے کہ طلاق ،عدت وغیرہ کے حوالہ سے خاص شرعی اصطلاح ھے اور جس میں ۲۹ ویں کی شام عینی رویت اور بصور دیگر تیس دن کی تکمیل ضروری ھے**) **کے لئے ''حسابی طریقہ ھرگز استعمال نھیں ھوتا'' وہ اس کو'' حرا م قراردیتے ھیں ،اور''عینی رویت پر شھادت کی بنیادپرفیصلہ کرتے ھیں**''اس سے متعلق شیخ ابن بازاورحکومتِ سعودیہ کی وزارۃ العدل کی تحریریں''میرے پاس موجود ہیں'' عندالطلب ان کی فوٹو کاپیاں ارسال کی جاسکتی ہیں،(حزب العلماء یو کے کی فائلوں میں بھی شیخ بن بازؒ اور دارالافتاء،وزارۃ الاوقاف سعودیہ کی ایسی ہی تحریرات وفتاویٰ موجود ہیں،دیکھیں ہماری کتاب''شرعی ثبوتِ ہلال،تاریخِ فلکیات وجدید تحقیق۔۔۔)

رہا یہ سوال کہ وہاں اتنی جلدی رویت کیسے ہوسکتی ہے؟ تواس کے وجوہ کچھ اور ہیں ،اِس وقت اس کوتحریر میں لانے کی ضرورت نہیں،''**چونکہ وھاں روزہ،عیداور حج وغیرہ احکام شرعی قضاء کے تحت ھوتے ھیں ، اس لئے ان کی صحت میں کوئی شبہ نھیں** ''(**نوٹ** :اس مسئلہ کی تفصیل اسی جلد میں عنوان''سعودیہ میں رویتِ ہلال

کا اعلان پاکستان کے لئے حجت نہیں'' کے تحت ملاحظہ ہو) اھ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۴۹۱ تا ۴۹۴)

نوٹ: (از۔ی م: یہاں اوپر والی بریکیٹ نوٹ احسن الفتاویٰ کے مذکورہ حوالہ فتویٰ کے سوال میں نمبر چھ ۶ کے جواب میں ہے جو اس سوال کے نمبر ۶ پر اپنی جگہ دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ نوٹ اگرچہ سعودیہ کے مطابق پاکستان میں رمضان وعیدین کرنے نہ کرنے کے حوالہ سے متعلق ہے۔ مگر یہاں اس نوٹ سے قاری کا ذہن غلط بات کی طرف مبذول ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہاں آپؒ کی طرف سے سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کی تصدیق کے باوجود اس میں اور مزید تفصیل ہے جس کے لئے نوٹ کے مطابق دیکھا جائے! اور جب قاری دیکھتا ہے تو اس کے سامنے وہاں سعودیہ کی تصدیق کے برخلاف آپؒ کا وہ بیان سامنے آتا ہے جس کو آپؒ نے اسی مذکورہ بیان سے رد فرمادیا ہے! اسلئے اگر یہاں اس نوٹ کی ضرورت ہو تو اس کے کلمات اس طرح ہونے چاہیئے؛

نوٹ؛ سعودیہ میں ثبوتِ ہلال کی تصدیق کے باوجود پاکستان میں اس پر عمل کرنا کیوں جائز نہیں، اس کی تفصیل اسی جلد میں ص ۴۲۶ پر ''سعودیہ میں رویتِ ہلال کا اعلان پاکستان کے لئے حجت نہیں'' کے عنوان کے ماتحت ملاحظہ ہو)

بہرحال یہ نوٹ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مذکورہ تمام اطمینان بخش شرعی باتوں کے پائے جانے اور سعودیہ میں رویتِ ہلال، شہادت اور اس کے نظام پر صحت کی آپؒ کی اپنی خود کی تصدیقی مہر کے باوجود آپؒ کے نزدیک سعودیہ کی رویت وثبوتِ ہلال پر ''پاکستان'' کے لئے عمل کرنا درست نہ ہونے کو بتلانا ہے جیسے کہ سائل نے یہاں سوال

نمبر چھ کیا ہے، جس کا مستقل جواب لکھنے کے بجائے پانچ سال پہلے آپؒ کی طرف سے جو جواب دیا گیا تھا اسی کی طرف رجوع کرنے کا اشارہ دیدیا گیا۔

البتہ جس بات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا ہمارا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ آپؒ کے اِسی جلد میں ص ۴۲۶ پر ذکر کردہ فتویٰ سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ آپؒ نے جس وقت یہ جواب دیا تھا اس وقت آپکے پاس سعودیہ کے وزیر عدل ہی کی تحریر تھی اور جس پر آپؒ نے جو سوالیہ خط لکھا تھا اس کا تب تک کوئی جواب نہیں ملا تھا مگر یہاں مذکورہ فتویٰ میں آپؒ شیخ بن بازؒ کی تحریر کا اپنے پاس ہونے کا حوالہ بھی دے رہے ہیں کہ'' جسے چاہیئے میں بھیج سکتا ہوں''، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ص ۴۲۶ پر جواب نہ آنے کا جو آپ نے لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے مگر بعد میں شیخ ابن بازؒ کی تحریر آپؒ کو مل گئی تھی تب ہی تو یہاں اس کا ذکر کرتے ہوئے سعودیہ کے بارے میں آپؒ کے شکوک وشبہات کافور ہوجانے کا ذکر ہے۔

اس کے علاوہ شیخ کی تحریر پہلے جواب کے وقت موجود نہ تھی اور بعد میں ملی جس سے شکوک شبہات کافور ہوئے وہ شکوک وشبہات کا حامل پہلے والا جواب ۱۳۹۳ھ میں دیا گیا ہے جبکہ یہاں مذکورہ تصدیقی فتویٰ میں شیخ کی تحریر کا آپ نے جو ذکر فرمایا ہے وہ مؤرخہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ کا ہے، گویا پہلے والے جوابی فتوے سے یہ تحریر پانچ سال بعد کی ہے اور اتنا عرصہ کسی چیز کی تہہ وتحقیق، مطالعہ وفیصلہ کیلئے کافی لمبا عرصہ ہے!

اسی وجہ سے پہلے والی تحریر کے شکوک وشبہات اِس تحریر نے بالکل ختم کردئے اور آپؒ نے سعودیہ کے ثبوت ورویتِ ہلال کے اعلانات کیاولاً جو تردید فرمائی تھی اب پانچ

سال بعد اس کی تصدیق فرمائی، اس لئے مذکورہ نوٹ سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ آپؒ کا مطمحِ نظر اب سعودیہ کے ثبوتِ ہلال کے فیصلوں کی تردید کا بالکل نہیں بلکہ محض پاکستان کے حوالہ سے اس پر عمل کرنے نہ کرنے کے حوالہ سے ہے۔ (نوٹ کے حوالہ سے یہ باتیں درمیانِ کلام ضمناً آ گئیں)

اختلافِ مطالع، جمہور فقہاء اور حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ و سعودی عربیہ کی رویت پر برطانیہ میں عمل

یہی وجہ ہے کہ سعودیہ کی رویت کے فیصلوں پر عمل کرسکنے کے حوالہ سے ہمارے استفتاء'' کے جواب میں دارالعلوم دیوبند، مظاہرالعلوم سہارنپور اور متعدد جگہوں کے دارالافتاء کے مفتیانِ کرام نے جواز کے فتاویٰ دیئے بلکہ بعض نے تو حرمین شریفین کے ثبوتِ ہلال کے اعلان کی تاریخوں پر مستقل طور پر تعمیل کے لئے فرمایا جو ساتھ ہی ان مفتیانِ کرام کو حرمین شریفین و دارالافتاء کے اور مجلسِ قضاءِ اعلیٰ کے علماء پر بھرپور اعتماد کا غماز ہے، اگر کسی نے اختلاف کیا بھی تو وہ ''اختلاف مطالع'' کی بنیاد پر احوط، افضل کے حوالہ سے کیا ہے،

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے برطانیہ میں رمضان گذاری میں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے حرمین شریفین کے اعلانات پر رمضان شروع وختم فرمائی ہے۔ جہاں تک اختلافِ مطالع کا تعلق ہے تو علماءِ دین پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جمہور نے بالاتفاق اس کا اعتبار نہ کرتے ہوئے دنیا میں مغرب، مشرق، شمال وجنوب کی رویتِ ہلال شہادت کی خبرِ مستفیض کو فرمانِ نبوی ﷺ ''صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته'' میں عموم کی

بنیاد پر ثبوتِ ہلال کے لئے قبول کیا ہے اور ''مفروضہ نیومون تھیوری کے مفروضہ حسابات'' کو کسی نے بھی شرعی شہادتِ رویتِ ہلال کے لئے شرط کے طور پر قبول نہیں کیا ہے۔

اختلافِ مطالع اور بلادِ بعیدہ کے ثبوتِ ہلال کے اعلان اور اسکی خبرِ مستفیض پر دنیا میں کہیں بھی عمل کئے جاسکنے کے حوالہ سے حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کی رائے وفتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں؛

بلادِ بعیدہ کے ثبوتِ ہلال پر عمل اور اختلافِ مطالع کا عدمِ اعتبار!

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے احسن الفتاویٰ میں یہ عنوان باندھا ہے؛ ''جہاں ہمیشہ ابر کی وجہ سے رویت ممکن نہیں'' اس کے ماتحت ایک سوال نقل کرکے اس کا جواب دیا ہے ملاحظہ ہو؛

سوال: **برطانیہ میں ہر وقت ابر رہنے کی وجہ سے رویتِ ہلال ممکن نہیں** تو رمضان وعیدین کا ثبوت کیسے ہوگا؟ بینوا توجروا۔۔

الجواب۔۔ ہلالِ رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ''قواعدِ شرعیہ'' کے مطابق رویتِ ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے **خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو**، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی معتبر عالم سے بذریعۂ ٹیلیفون معلوم کرکے اسکے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہوجائے کہ ٹیلیفون پر کون بول

رہاہے، **بندہ نے مسئلہ اختلافِ مطالع پر انفراداً واجماعاً بارہا غور کیا ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکلا کہ عندالاحناف بلادِ بعیدہ میں بھی اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے ،اور یہی قول ''مفتی بہ'' ہے** ضرورت کے پیشِ نظر **بلادِ بعیدہ وقریبہ میں فرق کے قائلین کوبھی وسعت سے کام لینا چاہئے** (احسن الفتاویٰ ج۴ص ۴۲۵)۔

یوم الشک کی شب کے بجائے دوسرے روز ثبوتِ ہلال کی شہادت!

آپؒ نے یوم الشک کی شب کے بجائے ''صبح ثبوتِ ہلال کی شہادت کے بعد'' روزہ ٹور دینے یا باقی رکھنے کے حوالہ سے ایک استفتاء کے جواب میں یہ فتویٰ دیا:

الجواب ومنہ الصدق والصواب : جو شخص حاکم کے فیصلہ شرعی کے بعد بھی افطار نہ کرے گا وہ گنہگار ہوگا، کیوں کہ یہ یوم شہادتِ شرعیہ سے یومِ عید ثابت ہوا، اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۵/ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ

یہ فتویٰ جس میں گواہوں نے شب کے بجائے صبح زوال کے بعد اپنی گواہی دی تھی پھر بھی روزہ ٹورنے کا حکم دیا گیا، کیوں کہ یہ آپ ﷺ ہی کا کیا ہوا عمل تھا، جیسے کہ آپ ﷺ اور اہل مدینہ میں سے کسی بھی صحابی صحابیہؓ نے تیسویں رات کو عید الفطر کا چاند نہیں دیکھا تھا تو صبح تیسویں کا روزہ رکھا مگر شام کو غروبِ آفتاب کے قریب باہر سے آمدہ قافلہ والوں میں سے دو اشخاص نے گواہی دی کہ ہم نے کل رات

چاند دیکھا تھا، چونکہ انہیں کوئی نہیں جانتا تھا کہ کون ہیں؟

اسی لئے آپ ﷺ نے پہلے ان کے ایمان کی تصدیق چاہی جس کا انہوں اقرار کیا تو مزید کوئی اور سوالات نہیں فرمائے کہ ارے! خود میں اور اہلِ مدینہ صحابہ صحابیات ہم سب دیکھ رہے تھے کسی کو نظر نہ آیا اور تم غیر معروفوں کو ہی نظر آ گیا؟ ایسے ہی آپ نے اور نہ ہی مدینہ منورہ کے یہود سے گواہوں کی گواہی کی تصدیق یا تکذیب کے لئے اس وقت یا کبھی دوسرے مواقع پر ان سے نہیں پوچھا کہ کیا ان کی گواہی ان کے فلکیاتی قواعد کے مطابق ہے؟ جیسے کہ یہ اپنے قمری کیلنڈر کے لئے فلکیات ہی کے مفروضہ نیومون قواعد کے چاند کا استعمال کرتے تھے اور وہ فلکیاتی حسابات کو بھی جانتے تھے، اور نہ ہی آپ ﷺ وصحابہ نے اس کا اہتمام کیا کہ اصحاب فلکیاتی حساب وفن کو سیکھیں حالانکہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے نہ صرف زبان سیکھنے بلکہ لکھنے پڑھنے تک کے لئے ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا ہے۔

ایسا ہی واقعہ ایک مرتبہ ۲۹ شعبان کی شام کو پیش آیا کہ تیسویں رات کو نہ تو آپ ﷺ کو اور نہ اہل مدینہ میں سے کسی بھی صحابی صحابیہؓ کو رمضان کا چاند دیکھائی دیا مگر رات دیر سے ایک اعرابی نے آکر بتلایا کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو چونکہ وہ غیر معروف تھا آپ ﷺ نے ایمان کی تصدیق پر صبح رمضان ہونے کا اعلان کروادیا اور یہاں بھی اس اعرابی سے مزید کوئی اور سوالات نہیں کئے، کہ خود میں اور اہلِ مدینہ صحابہ صحابیاتؓ ہم سب دیکھ رہے تھے کسی کو نظر نہ آیا اور تمہیں ہی چاند نظر آ گیا؟ ان واقعات کے حوالے یہ ہیں؛ **عن ربیع بن حراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال اختلف الناس ..**

الحدیث .. ابوداؤد وغیرہ) ایضاً؛ وعن بن عباس قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال انی رئیت الھلال.. الحدیث. ابوداؤد وغیرہ)

افسوس ! اہلِ دین کی سند کے حوالہ سے پہچانے جانے والے اپنے دینی علم کی تعلیم کے دعوے کے باوجود غیر اسلامی اور یہود کے طریقہ کو دین میں داخل کرنے میں غلو میں اس حد تک بڑھ گئے اور جس کا دعویٰ بھی کیا گیا کہ ہماری عید نہیں اسی لئے نمازیوں کو عیدالفطر کی نماز وخطبہ روزہ رکھ کر پڑھایا تاکہ دنیوی فائدہ اور مستقل قیام میں نمازی لوگ رکاوٹ نہ بنیں! یہاں تک کہ گھر میں اکیلے عید کی نماز پڑھنے کا ایسا دعویٰ بھی کیا گیا جسکا عالمِ دین تو کیا دین سے کورا بھی ایسا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ ۱۹۸۴ء میں ریجنٹ پارک مسجد کے سیمینار کا فیصلہ جس میں ''نیومون مفروضہ'' کی شرط رکھی گئی تھی اور جس کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کی تنقیدی وتردیدی جوابی تحریر عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بھی تقسیم کی گئی کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند نے اپنے حرمین شریفین کے مطابق فیصلہ کے جواز کے اس فتویٰ سے اب رجوع کرلیا ہے جس پر انہوں نے حزب العلماء یوکے اور جمعیۃ العلماء برطانیہ کو مبارک باد بھی دی تھی ! اس پر ہماری طرف سے دارالافتاء دیوبند سے رجوع کیا گیا تو اس بات کے جھوٹے ہونے کی تحریر آنے اور اسے مشتہر کرنے کے بعد ہی اس کی تقسیم بند کی گئی اور عرصہ تک آپؒ اور خود دارالعلوم کراچی اور اس کے ذمہ داروں کو بھی نشانِ مشق بنا کر جھوٹ پر جھوٹ کا رویہ اپنایا گیا۔

کیا اِسے دین کہا جائے یا جہل؟ دین ہماری اپنی سوچ کا نام تو نہیں! یا پھر پیغمبرِ اسلام

ﷺ کے قول وعمل کا نام ہے؟ اور کیا دین کو عقل پر تولا جائے گا؟ جبکہ انبیاء علیہم السلام اور آپ ﷺ نے وحی کو ہی عقل پر ترجیح دی، آخر نصوص اور آپ ﷺ کا قول وعمل و یہودی طریقہ سے بیزاری کا نمونہ رہبری کیلئے کیوں کافی نہیں؟

ایک نہیں بلکہ دودودن کافرق اور فلکیاتی فنی مفروضہ حساب!

حضرت مولانا موسیٰ بازیؒ جنکی قبر مبارک سے عرصہ تک خوشبو پھیلنے کا چرچا رہا ہے اور جنکے تقویٰ کا کسی کو انکار نہیں انہوں نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنی کتاب میں علاقہ میں فلکیاتی فن میں خود کے ممتاز ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور بڑی اعتمادی کے ساتھ آپؒ ''فلکیاتِ جدیدہ'' میں مفروضہ نیومون اور اس کی تھیوراٹیکل قواعد کے خلاف سعودیہ میں رویتِ ہلال کی شہادتوں اور دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے نہ صرف ایک دینی عالم اور رسول مقبول ﷺ کے لائے ہوئے دین کے حامل ہونے کی حیثیت میں بلکہ خود کے اہلِ فن اور فلکیاتی ماہر ہونیکے ناطے فنی قواعد کے ذریعہ عقلاً بھی ثابت کردیا کہ سعودیہ میں پاکستان سے ایک دن تو کیا دو دن پہلے بھی چاند دکھائی دے سکتا ہے۔

فلکیاتی مفروضہ حسابات، عالمی رویتِ ہلال عوام وعلمائے دین!

یہ تو اس عالم دین کی تحقیق ہے جو اہل فن بھی ہے جو آپ ﷺ کے فرامین اور مولانا مرحوم کی تحقیق میں یکسانیت کا ثبوت ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر مفروضہ نیومون قواعد کے خلاف چاند دیکھے جانے کے متعدد واقعات بارہا سامنے آتے رہے ہیں، آپ ﷺ کے

فرامین اور مولانا موصوف کی تحقیق ان واقعات کی قطعی سچائی کی دلیل ہے جو نہ صرف سعودیہ بلکہ خود برطانیہ، یورپ، امریکہ، افریقہ، عرب اور ہندو پاکستان تک کے مسلمانان کے گواہ ہیں جن شہادتوں کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا جن میں بعض تو وہ ہیں جن کی شہادتیں حضرات مفتیانِ کرام دار العلوم دیوبند، دار العلوم کراچی اور حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی حفظہ اللہ نے لی اور قبول بھی کیا حتیٰ کہ دینِ اسلام پھیلانے والے مراکز یعنی دار العلوم جن کے تقدس اور ضرورت واہمیت کو علمِ دین واسلام کی اساس قرار دیا جاتا ہے، ان میں سے خود برطانیہ کے دار العلوم بری کے آٹھ علمائے کرام نے ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ کا پہلا چاند ۱۷/مارچ ۱۹۹۹ء کی شام بعد مغرب ہولکمب ہوَل کے ٹاور سے مفروضہ نیومون کے قواعد کے برخلاف دیکھا جبکہ مفروضہ نیومون ہونے کو ابھی ۱۹ منٹ باقی تھے۔ انکی گواہیاں مہتمم مدرسہ مولانا یوسف موتالا صاحب اور مفتی شبیر احمد نے قبول فرمائی،

مزید یہ کہ میں نے خود حاجیوں کے کئے صد کے جمِ غفیر کے ساتھ مسجدِ نبوی ﷺ اور گنبدِ خضریٰ کے سایہ تلے مسجد سے جانبِ شمال میں رہ کر بابِ عمرؓ کے قریب کی بالکل کھُلی جگہ سے جانبِ مغرب سے تین معلوم اشخاص کے ساتھ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ کے پہلے چاند کو مؤرخہ ۳/جولائی ۱۹۸۹ء کی شام بعد نمازِ مغرب دیکھا (یاد رہے کہ بابِ عمر اب نئی تعمیرات کی وجہ سے بہت اندر چلا گیا ہے اور اس وقت اطراف میں جو کھُلی جگہ تھی اسے اب ایک وسیع جدید تعمیر سے ختم ہو چکی ہے)، بہر حال چاند دیکھ کر ہم قاضی کے پاس نہیں گئے کیوں کہ بہت بڑے مجمع نے یہ چاند دیکھا تھا اس لئے ضرورت محسوس نہ کی گئی، تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ حج چاند کی اِسی رویت کے مطابق ۱۲/جولائی کو ہوگا۔

حج کے بعد جب میں لندن واپس ہوا تو گرین وچ سے معلوم کیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ چاند مدینہ منورہ کے حساب سے سوا گیارہ گھنٹہ کا تھا، اس قسم کا ریکارڈ خود گرین ریچ والوں کے پاس بھی ہے اور انکے جوابی خط کے بعد فون سے جب میں نے مسٹر یلوپ سے بات کی تو انہوں بھی گرین وچ کے اس ریکارڈ کی تصدیق کی، اور جب میں نے میرا یہ تجربہ اور بعض دوسرے واقعات کو انکے ریکارڈ میں اندراج کے لئے کہا تو انہوں نے مجھے اپنی مجبوری بتلا کر حیران کر دیا کہ ''ہم اپنے ہی لوگوں کی شہادتوں کو نوٹ کرتے ہیں''۔

ایک طرف ہم مسلمان تو اتنے سخی ہو چکے کہ اپنے ہی دینی بھائیوں بہنوں اور اپنی ہی دینی آنکھوں کو جھٹلانے پر اتر آتے ہیں اور دوسری جانب یہودیوں کی نقل اور انہی کی تصدیق کرتے ہوئے دین کی بنیاد یعنی نصوص، قرآن واحادیث کو فلکیات سے مشروط کر کے انہیں اس طرح مردود قرار دیتے ہیں! نعوذ باللہ من ذٰلک

یہ متشددانہ طرزِ عمل اور ''جھوٹ جھوٹ کا نعرہ'' نبی کریم ﷺ اور آپ کے طریقہ وکو اسلام ومسلمانوں سے مذاق کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ گواہوں کی آنکھوں میں ہر مرتبہ رسول ﷺ سے اختلاف کا تِنکہ یا بال وراکٹ کا آجانا یا اور کچھ نہ کچھ، اس طرح رسول ﷺ، صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، ائمۂ مجتہدین اور فقہائے امت سے استہزاء؟ کیا یہ صاحبِ شریعت ﷺ کے خود کے عمل وطریقہ کے مطابق ہے؟ یا پھر یہ حرکات یہود کے طریقہ کے صحیح ہونے اور دین کی مخالفت میں ہے؟ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ والسلام

نوٹ : ضمیمہ میں بڑ یکیٹ کی عبارات مرتب کی ہے۔

سرزمینِ حرمین شریفین سعودی عربیہ میں ثبوتِ ہلال کے شرعی فیصلوں کے خلاف تنقید پرشیخ الحرم کی تنقیح!

سرزمینِ حرمین شریفین، سعودی عربیہ کی مجلس قضاء اعلیٰ کی طرف سے چاند کے ثبوت کا جو اعلان کیا جاتا ہے اور جس میں مفروضہ نیومون تھیوری اور اس پر مبنی حسابات کی رعایت کرنے کے بجائے نصوص وسنتِ نبویہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ۲۹ ویں قمری کی شام چاند کی عینی گواہوں کی شہادتوں پر مبنی شرعی فیصلے کئے جانے پر جو مخالفانہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق حزب العلماء یوکے کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ الحرمین حفظہ اللہ نے ذیل کے اپنے مکتوب (مؤرخہ ۲۵/صفر ۱۴۲۰ھ) میں سعودیہ میں حج اور رمضان وعیدین کے فیصلوں کے متعلق پروپیگنڈہ کو غلط قرار دیکر اس کی تردید فرمائی جیسے کہ ''جنگ لندن'' میں کہا گیا کہ گواہ اندھا تھا یا صرف ایک یا دو ہی کو چاند دیکھائی دیتا ہے؟ یا کہا جاتا ہے کہ ام القریٰ تقویم کے مطابق ہی سعودیہ میں رمضان وعیدین کے فیصلے کئے جاتے ہیں وغیرہ۔

ذیل میں شیخ کا مکتوب اور اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو؛

شیخ الحرمین امام وخطیب حرمِ مکہّ شیخ محمدبن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ کا خط مسلمانوں کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۵/صفر ۱۴۲۰ھ

فضيلة الشيخ /يعقوب احمد مفتاحی ومن يهمه الأمرمن اخواننا المسلمين.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد : فمجيباً على استفساركم عن طريقة ثبوت روية هلال شهررمضان وشهرذى الحجة ولازالة مايثيره بعض الناس من اشاعت غيرصحيحة فى بعض البلدان حول رؤية هلالى شهررمضان وشهرذى الحجة فى المملكة العربية السعودية أكتب هذاالأسطراليكم.

﴿اقول وبالله التوفيق﴾

من المعلوم ان هناک احكام شرعية مقيدة باوقاتها وتكرر كل عام مثل صوم رمضان والحج وان الشرع حينما وقتهابين لناكذلک طريقة دخول وقتها من خروجها.

قال الله تعالىٰ : ﴿ويسئلونک عن الاهلة قل هى مواقيت للناس والحج﴾وقال تعالىٰ : الحج اشهر معلومات.وقال تعالى : فمن شهد

منكم الشهر فليصمه. وقال النبی ﷺ صوموا لروئيته والفطروا لرؤيته.
فهذه النصوص صريحة بان ثبوت اوقات الاحكام المذكورة انمايكون بثبوت رؤية هلال الشرعيه وليس فيه اى اعتماد على الحساب الفلكى المعمول به فی المملكة وغيرها. كما اريد ان اوضح على اخوانى المسلمين بأننا فى المملكة العربية السعودية نتبع هذه الطريقة الشرعية لثبوت شهررمضان وشوال وذى الحجة.

والنظام المتبع عندناهو كمايلى :

ان مجلس القضاء الاعلى يقوم فی شهررجب من كل عام بالتعميم على المحاكم بان على القضاة أن يركدوا على الناسم من تحرى رؤية هلال شهرشعبان. وفى اواخرشعبان يجتمع مجلس القضاء الأعلى فى المملكة للاطلاع على مارد من القضاة من شهادات برؤية هلال شهرشعبان بعددراسة ذلک يصدرالمجلس الأعلى قراراً بما ثبت لديه شرعاً من اول يوم من شهرشعبان. وبناءً على ذلک تعين الليلة اللتى يجرى فيها تجرى رؤية هلال رمضان من ايام الأسبوع وهى ليلة الثلاثين من شعبان ويكون القضاة فی كل بلد مجتمعين وعلى اهبةالاستعداد لاستقبال من يقدم اليهم شهادة برؤية هلا ل رمضان وبعد ضبط شهادتة والتثبت من عدالة ومناقشته بانه كيف رئىٰ الهلال ؟وفى اى مكان رئىٰه ؟وكم من زمن بينه وبين الشمش ؟الى غير ذلک من

الأسئلة التى يقصد منها التحقق عن صحة امكان رؤيته وبعد ذلک يتصل قضاه البلد بشهادة الرؤية الى رئاسه مجلس القضاء الأعلى وفى نفس الليلة يكون مجلس القضاء منعقداً فى مقره للاطلاع على ماقد يرد من القضاة حول رؤية الهلال وعندمايثبت لدى المجلس دخول الشهريعدقراراًبثبوت شهررمضان المبارک.

ومثل ذلک يتبع لثبوت شهرشوال وشهرذى الحجة وهكذا بعداعتمادالقرارمن المقام السامى يتم التعميم على القضاة لابلاغه للمواطنين والمقيمين بواسطة الاذاعة والصحافة والتلفاز.

وهناک امر آخر هام تجدرالاشارة اليه وهوان تقويم ام القرى المطبوع على الحساب الفلكى لايعتمد عليه لاثبات صوم رمضان والعيد والحج بل يعتمدعليه لادارة امورالدولة الاخرى أماالاعتماد فى الاحكام الشرعية كالمذكورة فيكون على الوجه الذى اثبته الشرع وعلى الطريقة التى وردت فى كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم.

والسلام عليم ورحمة الله وبركاته.،،،

الرئيس العام

لشئون المسجد الحرام والمسجدالنبوى

امام وخطيب المسجد الحرام

محمد بن عبدالله السبيل

ترجمہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا سوال کہ سعودیہ میں رویتِ ہلال ورمضان وحج کا ثبوت کس طرح ہوتا ہے معلوم ہو، تاکہ سعودیہ میں رمضان اور ذی الحج کے اعلان کے موقع پر بعض لوگوں کے پروپیگنڈہ کا ازالہ ہو،

جیسے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہاں شرعی احکام کے اوقات متعین ہیں اور ہر سال ان کا اعادہ ہوتا رہتا ہے جیسے کہ رمضان کے روزے اور حج! قرآن میں اللہ کرامین ہیں" **يسئلونک عن الاهله قل هی مواقيت للناس والحج . نيز الحج اشهر معلومات ، اور فمن شهد منكم الشهر فاليصمه**" اسی طرح حدیث میں ہے " **صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته**" ان صریح نصوص کے مطابق رمضان حج کے ایام کی تعیین کا مدار ہلال شرعیہ کے آنکھوں دیکھے ثبوت پر ہی موقوف ہے، اور اس کے لئے فلکیات وآبزرویٹری کی پیش گوئیوں اور اس کے (مفروضہ نیومون) حساب کا کوئی عمل دخل واعتبار نہیں کیا جاسکتا، اسی لئے سعودی عربیہ میں نبوی طریقہ پر عمل ہوتا ہے۔

سعودی عربیہ میں کس طرح ان ایام کی تعیین کا التزام ہوتا ہے وہ میں اپنے بھائیوں پر واضح کرتا ہوں:۔ سعودیہ میں ہر سال رجب کے مہینہ میں مجلس قضاء اعلیٰ کا اجلاس منعقد ہوتا ہے اور شعبان کی تعیین کے لئے قاضیوں کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو شعبان کے چاند کو دیکھنے کی کوشس کرنے کا کہیں، (جیسے کہ آپ ﷺ بھی رجب میں صحابہؓ کو رمضان کے لئے شعبان کے چاند کو دیکھنے کی تاکید فرماتے تھے) پھر آخر شعبان میں مجلسِ قضاء اعلیٰ کا دوبارہ اجلاس ہوتا ہے جس میں قاضیوں کے پاس شہادتوں سے رویتِ

ثبوتِ ہلال

ہلال کے ثبوت کے مطابق یکم شعبان کی جو تعیین ہوئی تھی اس کے مطابق عوام الناس سے ۲۹ رشعبان کی شام کو رمضان کا چاند دیکھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ پھر ۲۹ رشعبان کی شام تیسویں رات کو مملکت میں ہر بلد میں قاضی موجود رہتے ہیں تاکہ چاند دیکھا جائے تو آنے والی شہادتوں اور گواہوں کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے کہ اسے کیسے دیکھا، کہاں دیکھا اور سورج کے غروب ہونے کی کتنی دیر بعد دیکھا وغیرہ مختلف ایسے سوالات کہ جن کے جوابات سے چاند دیکھے جانے کے امکان کی صحت کا یقین ہوجائے کئے جاتے ہیں اور اس کے صحیح ہونے کے یقین کے بعد قاضی اس کی صحت عدمِ صحت کا فیصلہ کرتے ہیں۔

پھر یہ فیصلے مجلسِ قضاء اعلیٰ کے ذمہ داروں تک پہونچائے جاتے ہیں جو اس رات کو مخصوص جگہ پر موجود ہوتے ہیں اور یکم رمضان کے فیصلہ کا اعلان کرتے ہیں، اسی طرح عیدوذی الحجہ کی تعیین ہوتی ہے اور چاند کے ثبوت کے فیصلہ کو میڈیا کے ذریعہ عام کر دیا جاتا ہے۔ رہی ام القریٰ تقویم جو فلکی حساب پر مبنی ہے، رمضان وعیدین وحج کے ثبوت کیلئے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ وہ تو مملکت کی دفتری ضرورتوں میں استعمال ہوتی ہے اور شرعی احکام میں تو اُسی پر اعتماد کیا جاتا ہے جو شریعت کا طریقہ ہے جو قرآن اور رسول ﷺ کی سنت میں بیان کیا گیا ہے اھ۔ (جیسے کہ اوپر بیان ہوا)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(دستخط) محمد بن عبداللہ السبیل

الرئیس العام لشؤن المسجد الحرام والمسجد النبوی امام وخطیب المسجد الحرام

شیخ الحرمین کے مکتوب کا ترجمہ ختم ہوا۔ اس مکتوب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضیوں

کے پاس ہمیشہ صرف ایک یا دو نہیں بلکہ ایک سے زیادہ گواہیاں بھی آتی رہتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ مجلسِ قضاء اعلیٰ کے اعلان میں ثبوتِ ہلال کیلئے احادیث کے مطابق ایک یا دو گواہیوں پر ہی فیصلے کا ذکر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ گواہوں کی متعدد اور صدہا نفوس پر مشتمل کیی طرف سے چاند دیکھے جانے پر ہر ایک نے سمجھا کہ مجھے قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں یہ رویت تو ایسی ہے کہ مجھ سے پہلے ہی گواہیاں قاضی کے پاس پہونچ چکی ہوں گی بس حالات کے ایسے تقاضوں سے گواہ اپنی شہادت کو جج و اما م تک نہیں پہونچاتے جیسے کہ ہمارا خود کا واقعہ بھی اس بات کا شاہد ہے کہ پانچسو کے قریب افراد کے مجمعہ نے یکم ذی الحجہ کا چاند دیکھا تھا مگران میں کے معروف ہم چار حضرات اور گواہوں کی بڑی تعداد یقیناً یہ سمجھ کر گواہی دینے نہیں گئی کہ یہ چاند ''عامّۃً'' دکھائی دیا تھا !(یہ واقعہ ص ۵۴ پر گذرا۔ ی م)

ختم شد

یارب صل وسلم علی حبیبک خیر الخلق کلھم.

وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله النبی الامی وعلی آله وصحبه اجمعین ومن تبعه الی یوم الدین.

خوشخبر

برطانیہ میں حرمین شریفین سعودیہ عربیہ کی رویتِ ہلال کے فیصلے کے پس وپیش منظر کے حوالہ سے حضرت مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب مجاز حضرت مولانا قمر الزماں اعظمی وامیر حزب العلماء یوکے کی مرتب کردہ اردو کتاب ''برطانیہ میں رویتِ ہلال کا تاریخی پس منظر'' جسے اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ نے شائع کیا ہے اسکا انگلیش ترجمہ بھی چھپ چکا

رابطہ کیلئے فون نمبرز اورپتے :

(1) Hizbul Ulama UK 74c Upton Lane London E7 9LW

Tel: (+44) 07866 464 040

(2) Jamiatul Ulama Britain (Bradford)Haji Qamre Aalem,

36 Chipppendale Rise, Bradford BD8 ONB UK

Tel:(+44) 07957 205 726 Email:Laher@bt.internet .com

Published by;

Central Moon Sighting Committee of Great Britain

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

جمعیۃ العلماء برطانیہ ۔ دار العلوم بری ۔ حزب العلماء یوکے